فَهَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا

تو کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ایک دم ان پر آ نازل ہو سو اُس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں۔

میدانِ محشر

عرف

قیامِ قیامت

اس کتاب میں عالم فنا ہونیکے بعد قیامت کا برپا ہونا۔ میزان عدل ہر شخص کا حساب و کتاب۔ دوزخ بہشت کے مجمل اور مفصل حالات۔ دیدار الٰہی۔ نعمت ہائے بہشت وغیرہ وغیرہ درج ہیں۔

مُرتّبہ

شیخ اللہ دتا حنفی صوفی نقشبندی المجددی لاہور۔ دہلی دروازہ

نے

باھتمام میاں نور الحق صاحب مطبع رفاہ عام پریس لاہور میں چھپا

تعداد ۱۰۰۰

تحفہ چودھویں صدی

یعنی

گنجینہ عملیات و شعبدات و معالجات معروف بہ وظیفہ کریمہ یا مخزن سلیمانی

حضرات ہم اس کتاب کی تعریف نہیں کر سکتے صرف کہہ دینا ضروری ہے کہ یہ کتاب موسومہ مذکورہ جو حل المشکلات کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں وہ باتیں جو عاملان عملیات و علم رمل و نجوم و حاضرات موکل و علم حب و بغض و تعویذات اور وظائف و حکمت و خواص و نقشہ ابجدی و موکلات و سیارہ بخورات و ساعت سعد و نحس و تاریخ ایام اور محبت و دشمنی و رہائی و طریقہ تسخیر جنات و موکلات و شعبدات و نسخہ جات و کشتہ جات و علم سامدرک و فالنامہ و قیافہ و شگون و عملیات جلالی و جمالی و علوی و سفلی و طلسمی و کراماتی روحانی اور مقامی و یوگ فلاسفی کی طاقت والے اپنے ہی سینہ بسینہ رکھتے تھے۔ اور تمام مخلوق کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیتے تھے۔ وہ تمام علومات اس کتاب میں درج ہیں۔ اس کے ذریعہ سے تمام دنیا کی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ مطلب دلی پورا ہو جاتا ہے۔ راز خفی کا انکشاف اور زمانہ ماضی حال و مستقبل کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے طالب اپنی مطلوب کو اپنی طرف رجوع کر کے دلی تمنا حاصل کر سکتا ہے۔ دشمن سے بدلا لینا اور اپنا مطلب پورا کرنا اسکا ادنیٰ کام ہے۔ شایقین اور علم راز کے متلاشیوں کے واسطے یہ کتاب کامل استاد ہے اور دیگر حالات سے بھی آگاہی ہو جاتی ہے۔ اور گوہر مقصود سے دامن مراد بھرنے کیلئے یہ کتاب سریع التاثیر اور تیر بہدف بلکہ اکسیر اعظم سے بھی زیادہ معجزنما ہے جو ہر ایک مکان میں موجود رہنے کے لائق ہے۔ اور آجکل بڑی قدر دانی سے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت ۱۲؍ رعایتی ۸؍

ملنے کا پتہ: شیخ الہ دتا اینڈ سنز تاجران کتب دہلی دروازہ لاہور

فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا

تو کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ ایک دم ان پر
آنازل ہو سو اُس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں

قیام قیامت

اس کتاب میں عالم فنا ہونیکے بعد قیامت کا برپا ہونا ۔ میزان عدل ہر متنفس کا حساب کتاب ۔ دوزخ بہشت کے مجمل اور مفصل حالات ۔ دیدار الہی ۔ نعمت ہائے بہشت وغیرہ وغیرہ درج ہیں

مرتبہ

شیخ اللہ دتا حنفی صوفی نقشبندی المجددی لاہور ۔ دہلی دروازہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زمانہ موجودہ کی روش کو مدنظر رکھتے ہوئے خیال گذرا۔ کہ قیامت کے متعلق کچھ لکھنا چاہیے۔ لہذا مختصر مضمون قرآن اور حدیث اور چند مستند کتابوں سے اخذ کرکے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہی۔

قیام قیامت اور نفخ صور

قیام قیامت کی پہلی علامت یہ ہی کہ لوگ تین چار سال تک غفلت میں پڑے رہیں گے اور دنیاوی نعمتیں اموال اور شہوت رانیاں بکثرت ہوجائینگی۔ کہ جمعہ کے دن جو یوم عاشورہ بھی ہوگا۔ صبح ہوتے ہی لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوجائینگے۔ کہ ناگاہ ایک باریک لمبی آواز آدمیوں کو سنائی دیگی یہی نفخ صور ہوگا۔ تمام اطراف کے لوگ اُسکے سننے میں یکساں ہونگے۔ اور حیران ہونگے کہ آواز کیسی ہے کہاں سے آتی ہی۔ پس رفتہ رفتہ یہ آواز مانند کڑک بجلی کے سخت وبلند ہوتی جائیگی۔ آدمیوں میں اُسکی وجہ سے بڑی بے چینی وبیقراری پھیل جائیگی۔ جب وہ پوری سختی پر آجائیگی۔ تو لوگ خوف وہیبت کیوجہ سے مرنے شروع ہوجائینگے۔ زمین میں زلزلہ آئیگا۔ جس کے ڈر سے لوگ گھروں کو چھوڑ کر میدانوں میں بھاگیں گے۔ اور وحشی جانور خائف ہوکر لوگوں کی طرف میل کرینگے۔ زمین جابجا شق ہوجائیگی۔ سمندر اُبل کر قرب وجوار کے مواضعات پر چڑھ جائینگے آگ بجھ جائیگی۔ نہایت محکم وبلند پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تیز ہوا کے چلنے سے ریت کے موافق اُڑینگے۔ گرد وغبار کے اُٹھنے اور آندھیوں کے آنیکے سبب جہان تیرہ وتار ہوجائیگا۔ وہ آواز دم بدم سخت ہوتی جائیگی۔ یہاں تک کہ اُس کے نہایت ہولناک ہونے پر آسمان پھٹ جائیں گے۔ ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔

ابلیس کی موت کا بیان

جب آدمی مرجائیں گے تو ملک الموت ابلیس کی قبض روح کے لئے متوجہ ہونگے یہ ملعون چاروں طرف دوڑتا پھریگا۔ ملائکہ گرزہائے آتشیں سے مار مار کر لوٹا دینگے اور اُسکی روح قبض کرلینگے۔ سکرات موت کی جتنی تکالیف تمام افراد بنی آدم پر گذری ہیں۔ اُس پر تنہا گذرینگی۔ نفخ صور کے مسلسل چھ ماہ تک پھنکنے کے بعد نہ آسمان رہیگا نہ ستارے۔ نہ پہاڑ۔ نہ سمندر نہ اور کوئی چیز سب کے سب نیست ونابود ہوجائیں گے۔ فرشتے بھی مرجائینگے۔ مگر کہتے ہیں کہ آٹھ چیزیں فنا سے مستثنیٰ ہیں۔ اول عرش۔ دوم کرسی۔ سوم لوح۔ چہارم قلم۔ پنجم بہشت۔ ششم صور۔

---

۱ صحیح مسلم ۲ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہی اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۳ قرآن مجید میں ہی وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ یعنی جسوقت وحشی جانور آدمیوں کے ساتھ اکٹھے جائینگے۔ شاہ رفیع الدین رح ۴ قولہ تعالیٰ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ ۵ قولہ تعالیٰ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ۔ یعنی جب دریا چلیں۔ شاہ عبدالقادر رح ۶ قولہ تعالیٰ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ

ہفتم دوزخ ہشتم ارواح۔ لیکن ارواحوں کو بھی بیخودی وبیہوشی لاحق ہوجائیگی بعض کا قول ہے۔ کہ یہ آٹھ چیزیں بھی تھوڑی دیر کے لئے معدوم ہوجائینگی۔ حاصل کلام جب سوائے ذات باری تعالےٰ کوئی اور باقی نہ رہیگا۔ تو خداوند رب العزت فرمائیگا۔ کہاں ہیں بادشاہان ومدعیان سلطنت کس[1] کے لئے آج کی سلطنت ہے۔ پھر خود ہی ارشاد فرمائیگا۔ خدائے یکتا وقہار کے لئے ہے پس ایک وقت تک صرف ذات واحد ہی رہیگی۔ پھر ایک مدت کے بعد کہ جسکی مقدار سوائے اُسکے اور کوئی نہیں جانتا۔ از سر نو سلسلہ پیدائش کی بنیاد قایم کریگا۔ آسمان زمین اور فرشتوں کو پیدا کریگا۔ زمین کی ہیئت اُسوقت ایسی ہوگی کہ اُس میں عمارتوں۔ درختوں۔ پہاڑوں اور سمندروں وغیرہ کا نشان نہ ہوگا اُس کے بعد جس جس مقام سے لوگوں کو زندہ کرنا منظور ہوگا۔ تو اسی جگہ پہلے اُن کی ریڑھ کی ہڈی کو پیدا کر کے رکھدیا جائیگا۔ اور اُن کے دیگر اجزائے جسمانی کو اُس ہڈی کے متصل رکھدینگے ریڑھ کی ہڈی اُس ہڈی کو کہتے ہیں جس سے تمام جسم کی ہڈیوں کی پیدائش شروع ہوتی ہے۔ ترتیب اجزا کے بعد ان اجزائے مرکبہ پر گوشت وپوست چڑھا کر جو صورت ان کے مناسب حال ہو عطا ہو جائیگی۔ قالب جسمانی کے تیار ہونیکے بعد تمام ارواحوں کو صور میں داخل کر کے حضرت اسرافیل کو حکم ہوگا کہ ان کو پوری طاقت سے پھونکیں۔ اور خود خداوند کریم ارشاد فرمائیگا قسم ہے میرے عزوجلال کی کوئی رُوح اپنے قالب سے خطا نہ کریگی۔ پس روحیں اپنے اپنے جسموں میں اس طرح آجائیں گی۔ جیسے گھونسلوں میں پرندے۔ صور اسرافیل میں تعداد ارواح کے موافق سوراخ ہیں۔ جن میں سے روحیں پھونکنے پر مور وملخ کی طرح نکلکر اپنے اپنے قالبوں میں داخل ہوجائیں گی اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان کا رابطہ جسموں سے قایم ہوجائیگا۔ اور سب کے سب زندہ ہوجائینگے۔ اسکے بعد صور پھر پھونکا جائیگا جس کی وجہ سے زمین پھٹ کر تمام لوگ برآمد ہونگے۔ اور گرتے پڑتے آواز صور کی جانب دوڑیں گے۔ یہ صور بیت المقدس کے اس مقام پر جہاں صخرہ معلق ہے پھونکا جائیگا۔ نفخ ارسال ارواح الی الابدان میں اور اس نفخ ثانی میں چالیس[2] برس کا عرصہ ہوگا۔ قبروں میں سے آدمی اس کی شکل[3] میں پیدا ہونگے۔ جیسے کہ بطن مادر سے یعنی برہنہ تن بے ختنہ بے ریش ہونگے۔ مگر صرف سروں پر بال اور منہ میں دانت ہونگے۔ تمام خورد وکلاں گونگے۔ بہرے

---

[1] لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار [2] صحیح بخاری ومسلم صفحہ ۷۰۴ مطبوعہ انصاری [3] صحیح بخاری [4] قولہ تعالیٰ کما بدانا اول خلق نعیدہ جیسا کہ ہم نے اس خلقت کو اول مرتبہ پیدا کیا ہے۔ اسی طرح دوبارہ بھی کرینگے ۱۲

لنگڑے اور ناتوان سب کے سب سلیم الاعضا ہو نگے۔ سب سے پہلے زمین میں سے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھیں گے۔ آپ کے بعد حضرت عیسےٰؑ پھر جگہ جگہ سے انبیاء۔ صدیقین۔ شہدا صالحین۔ اُٹھینگے۔ بعد ازاں عام مومنین پھر فاسقین پھر کفار۔ تھوڑی دیر بعد کیے بعد دیگرے برآمد ہو نگے۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم اور حضرت عیسےٰؑ کے درمیان ہونگے سرور کائنات صلعم کی امت آپ کے پاس اور دیگر اُمتیں اپنے اپنے پیغمبروں کے پاس مجتمع ہو جائینگی۔ شدت ہول و خوف کے سبب تمام کی آنکھیں آسمان کیطرف ہونگی۔ کوئی شخص کسی کی شرمگاہ پر نظر نہیں ڈال سکیگا۔ اگر ڈالے بھی تو وہ بچوں کی طرح دواعی شہوت سے خالی ہوگا۔ جب تمام لوگ اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہو جائیں۔ تو آفتاب اسقدر نزدیک کر دیا جائیگا کہ کہینگے کوئی ایک میل کے فاصلے پر ہے آسمان کی طرف سے چمکنے والی بجلیاں اور خوفناک آوازیں دینگی۔ آفتاب کی

احوال مقام حشر وگرمی آفتاب

گرمی کی وجہ سے تمام کے بدنوں سے پسینہ جاری ہو جائیگا۔ پیغمبروں اور نیکبخت مومنوں کے تو صرف تلوے تر ہونگے۔ عام مومنین کے ٹخنے پنڈلی گھٹنے۔ زانو۔ کمر۔ سینہ اور گردن تک۔ حسب اعمال پسینہ چڑھ جائیگا۔ کفار منہ اور کانوں تک پسینہ میں غرق ہو جائینگے۔ اور اس سے اُنکو سخت تکلیف ہوگی۔ بھوک پیاس کیوجہ سے لوگ لاچار ہو کر خاک پھانکنے لگیں گے۔ اور پیاس بجھانیکی غرض سے حوض کوثر کیطرف جائینگے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حوض عطا کیے جائینگے۔ مگر وہ لطافت و وسعت میں حوض کوثر سے بہت کم ہونگے۔ گرمی آفتاب کے سوا اور بھی نہایت ترسناک ہولناک امور پیش آئینگے۔ ایک ہزار سال کی مقدار تک لوگ انہیں تکالیف و مصائب میں مبتلا رہیں گے۔ اور سات گروہ ہول کا جن کا ذکر آگے آئیگا سایہ میں جگہ دیجائیگی۔ تمام روایتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ سایہ والے گروہ چالیس فرقوں پر مشتمل ہو نگے۔ پس آخر لوگ لاچار ہو کر شفاعت کی غرض سے حضرت آدم کے پاس جا کر عرض کرینگے۔ کہ یا ابو البشر تم ہی وہ شخص ہو۔ جنکو خداوند نے اپنے دست

انبیاء کا عذر

قدرت سے پیدا کیا۔ فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ جنت میں سکونت عطا فرمائی۔ اور تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ پس آج ہماری شفاعت کیجئے۔ تاکہ ہم کو خداوند

لہ صحیح بخاری و مسلم صفحہ ۳۸۴۔ انصاری ۲۵ صحیح مسلم ۳۵ ترمذی ۴ صحیح بخاری و صحیح مسلم صفحہ ۳۸۴ انصاری

۵ صحیح مسلم صفحہ ۳۸۸۔ انصاری ۵ یہ حدیث صحاح ستہ میں آتی ہے ۱۲

کریم ان مصائب سے نجات دے۔ آپ فرمائیں گے کہ خداوند کریم آج اسقدر برسر غضب ہے کہ ایسا کبھی نہ تھا اور نہ آئیدہ ہوگا۔ چونکہ مجھ سے ایک لغزش[1] سرزد ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ باوجود ممانعت میں نے گیہوں کا دانہ کھالیا تھا پس اُسکے مواخذہ سے ڈرتا ہوں۔ مجھ میں شفاعت کرنیکی طاقت نہیں ہے۔ مگر حضرت نوح کے پاس جاؤ۔ کہ وہ اوّل پیغمبر ہیں جنکو خدا نے لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجا پس لوگ آپکے پاس آئینگے۔ اور کہینگے کہ اے نوح آپ ہی وہ پیغمبر ہیں جو سب سے پہلے آدمیوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے۔ اور آپکو خدا نے بندہ شکر گذار[2] کا لقب عطا فرمایا۔ ہماری حالت زار کو دیکھ کر ہماری شفاعت کیجیئے۔ آپ فرمائینگے کہ آج خداوند کریم ایسا برسر غضب ہے کہ نہ کبھی تھا نہ ہوگا اور مجھ سے ایک لغزش ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ میں نے ادب کا لحاظ نہ کرکے اپنے بیٹے کی غرقابی کیوقت بارگاہ الٰہی میں[3] اسکی نجات کا سوال کیا تھا پس اسکے مواخذہ سے ڈرتا ہوں۔ میرا منہ نہیں کہ شفاعت کرسکوں۔ مگر ہاں حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ۔ کہ خداوند قدوس نے اُن کو اپنا خلیل[4] فرمایا ہے۔ پس لوگ آپکے پاس آئینگے۔ اور کہیں گے۔ خداوند نے آپ کو خلیل کے خطاب سے ملقب کیا ہے۔ اور آگ کو آپ کیواسطے برد[5] و سلام کردیا۔ امام پیغمبراں بنایا پس ہماری شفاعت کیجیئے تاکہ ان تکالیف سے رہائی ہو۔ آپ فرمائینگے آج خدائے قدوس اسقدر برسر غضب ہے کہ نہ کبھی ایسا ہوا نہ ہوگا۔ مجھ سے تین مرتبہ ایسا کلام سرزد ہوا ہے کہ جسمیں جھوٹ کا وہم ہوسکتا ہے۔ پس اُسکے مواخذہ سے ڈرتا ہوں۔ اس لئے مجھ میں شفاعت کرنیکی قوت نہیں ہے یہ بات معلوم کرنیکے قابل ہے۔ کہ حضرت ابراہیم سے حسب ذیل تین موقعوں پر ایسا کلام سرزد ہوا ہے جسمیں جھوٹ کا وہم ہوسکتا ہے اول یہ کہ ایک مرتبہ آپکی قوم نے عید کے دن عمدہ عمدہ کھانے پکا کر اپنے بتوں کے سامنے رکھدیئے پھر بتخانہ کے دروازوں کو بند کرکے عید منانے کیلئے نہایت کروفر کیساتھ میدان

---

[1] قولہ تعالیٰ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا

[2] قولہ تعالیٰ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا [3] وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ سورہ ہود [4] قولہ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا سورہ نساء [5] قولہ تعالیٰ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ سورہ انبیاء ۱۲

میں گئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے۔ آپ نے ستاروں[1] کی طرف دیکھکر جواب دیا کہ میری طبیعت ناساز معلوم ہوتی ہے۔ یہ اوّل کلام ہی جسمیں ایہام کذب ہوسکتا ہے دوم یہ کہ جب قوم میدان مذکور میں چلی گئی۔ تو آپ تبر ہاتھ میں لیکر بتخانہ میں قفل کھولکر داخل ہوئے اور بتوں سے کہنے لگے کہ یہ لذیذ نعمتیں کیوں[2] نہیں کھاتے۔ جب انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تو پھر فرمانے لگے کہ مجھ سے کیوں نہیں بولتے۔ جب اس پر بھی وہ خاموش رہے تو آپ نے تمام کو توڑ[3] ڈالا۔ مگر بڑے بت کے صرف ناک کان توڑے اور تبر کو اسکے کاندھے پر رکھدیا۔ اور دروازے کو بدستور قفل کر کے گھر تشریف لے آئے۔ کفار جب میدان سے واپس آئے تو اس ماجرے کو دیکھکر آگ بگولا ہو گئے۔ اور اس فعل کے مرتکب کے تجسس[4] میں ہوئے ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ہم نے ایک جوان مسمّی[5] ابراہیم کو بتوں کی مذمت کرتے ہوئے سنا ہی یہ کام اُس کا معلوم ہوتا ہی۔ پس ابراہیمؑ کو بلاکر پوچھا[6] گیا۔ یہ کام تو ہی نے کیا ہی۔ آپ نے فرمایا نہیں[7] بلکہ اس بڑے بُت نے کیا ہے۔ دیکھو تبر کو کاندھے پر دھر رکھا ہے۔ اور غصہ میں آکر بیچاروں کو توڑ ڈالا ہے پس تم لوگ اُنہیں شکستہ اور مجروح بتوں سے پوچھو۔ تاکہ وہ حقیقت حال کو خود بیان کردیں۔ یہ دوسرا ایہام کذب ہی۔ سوم یہ کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے شہر کو چھوڑکر حران میں چچا کے پاس تشریف لے گئے۔ اور وہاں چچازاد بہن سارہ سے شادی کرلی۔ اور پھر یہاں سے بھی بوجہ مخالفت دینی چچا سے جدا ہوکر اور سارہ کو اپنے ساتھ لیکر مصر کیطرف ہجرت کی۔ اُس وقت مصر میں ایک ظالم بادشاہ تھا۔ جو ہر خوبصورت عورت کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ اگر عورت اپنے شوہر کیساتھ ہوتی تھی تو اُس کو قتل کرادیتا تھا۔ اگر سوائے شوہر کے کوئی اور وارث ساتھ ہوتا تھا۔ تو اُس کو کچھ دے دلاکر راضی کرلیتا تھا۔ جب

حضرت ابراہیم اور بُت خانہ

حضرت ابراہیم مصر میں

---

[1] قولہ تعالیٰ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُومِ فَقَالَ اِنِّی سَقِیْمٌ [2] قولہ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ سورۃ الصّٰفّٰت [3] قولہ تعالیٰ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ سورہ انبیا [4] قولہ تعالیٰ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ؕ سورہ انبیا [5] قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ سورہ انبیا [6] قولہ تعالیٰ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤی اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ سورہ انبیاء [7] قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ سورہ انبیا ۱۲ [8] قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ سورہ انبیاء ۱۲

[9] یہ حدیث اخیر تک صحیح بخاری و مسلم شریف میں موجود ہے ۱۲

حضرت ابراہیمؑ وہاں پہنچے۔ تو اس ماجرے کو سنکر حیران ہو گئے۔ اتنے میں اس ظالم بادشاہ کے
سپاہیوں نے آکر پوچھا۔ کہ یہ عورت تیری کون ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ میری بہن ہے۔ یہ اس
لئے فرمایا کہ سارہ آپ کی چچازاد بہن تھیں۔ نیز بموجب اس حکم کے کہ انما المومنین اخوۃ آپس
میں دینی بھائی بہن ہوتے تھے۔ اور سارہ رضی اللہ عنہا کو بھی سمجھا دیا کہ تم سے کوئی پوچھے تو کہنا
کہ یہ میرا بھائی ہے۔ یہ تیسرا ایہام کذب ہے۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ اُس ظالم بادشاہ کے آدمی حضرت
سارہ کو لے گئے۔ تو حضرت ابراہیمؑ نماز میں مشغول ہوئے۔ خداوندکریم نے اپنی قدرت کاملہ سے
اُن تمام پردوں اور دیواروں کو جو درمیان میں حائل تھیں اُٹھا دیا۔ یہاں تک کہ ایک لمحہ بھی حضرت
سارہؓ آپ کی نظر سے غائب نہ ہوئیں۔ سپاہیوں نے حضرت سارہؓ کو اس ظالم کے مکان میں
لے جا کر بٹھا دیا۔ جب وہ ظالم پاس آیا۔ تو تین مرتبہ نیت بد سے ہاتھ بڑھانا چاہا۔ لیکن ہر مرتبہ اُسکے
اعضا شل ہو کر بیہوشی کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ اور تائب ہو کر حضرت سارہؓ سے طالب
دعا ہوتا تھا۔ کہ میری رہائی ہو۔ پس آپ کی دعا سے بحال ہو جاتا تھا۔ آخر کار اُس نے سپاہیوں
کو بُلا کر کہا کہ یہ جادوگرنی ہے۔ اس کو فوراً یہاں سے لیجاؤ۔ اور ہاجرہ کو اس کے ہمراہ کرکے نہایت
احتیاط کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کے پاس پہنچا دو۔ آپ مصر کو ناپسند کرکے ملک شام کیطرف روانہ
ہوئے۔ اور وہیں سکونت اختیار کی۔ یہاں تک حضرت ابراہیمؑ کے ایہام کذب کا قصہ تمام ہوا۔ آمدم
برسر مطلب حضرت ابراہیمؑ لوگوں سے فرمائیں گے کہ حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ کیونکہ خداوندکریم
نے اُن کو اپنا کلیم بنایا ہے۔ پس لوگ آپ کی طرف آئیں گے۔ اور کہیں گے اے موسیٰؑ آپ ہی وہ
شخص ہیں جن سے بغیر کسی واسطہ خداوند تعالیٰ نے گفتگو کی۔ اور توریت اپنے دست قدرت سے
لکھ کر دی۔ ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ جواب دینگے۔ اللہ تعالیٰ آج اسقدر برسر غضب ہے کہ نہ کبھی
ہوا تھا نہ ہوگا۔ میرے ہاتھ سے ایک قبطی شخص[1] بغیر اس کی اجازت مقتول ہو چکا ہے۔ اُسکے مواخذہ
سے ڈرتا ہوں۔ اس لئے مجھ میں شفاعت کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ ہاں حضرت عیسےٰ ابن مریمؑ
کے پاس جاؤ۔ پس وہ حضرت عیسےٰؑ کے پاس آکر کہیں گے۔ اے عیسےٰؑ خدا نے آپ کو روح اور

کلمہ کہا۔ جبرئیل کو آپ کا رفیق بنایا۔ آیات بینات عطا کیں۔ آج ہماری شفاعت کیجئے۔ تاکہ خداوند

[1] قولہ تعالےٰ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ اِلٰى
اَنْ قَالَ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ الاٰية

تعالیٰ ان مصائب سے نجات دے۔ آپ فرمائیں گے خداوند آج کے دن اسقدر برسر غضب ہے۔ کہ نہ کبھی ایسا ہوا تھا نہ ہوگا۔ چونکہ میری اُمّت نے کبھی تو مجھ کو خدا کا بیٹا قرار دیا۔ اور کبھی عین خدا۔ اور ان اقوال کی تعلیم کو میری طرف منسوب کیا۔ پس میں ان اقوال کی تحقیقات کے خوف سے ڈرتا ہوں۔ تاب شفاعت نہیں رکھتا۔ البتہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ پس لوگ آنحضرت صلعم کے پاس آکر کہیں گے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ محبوب خدا ہیں۔ خدا نے آپکو اگلے پچھلے تمام گناہوں کی معافی کی خوشخبری دی ہے۔ پس اگر دیگر لوگوں کو خدا کی طرف سے ایک قسم کے عتاب کا خوف ہو تو سہی۔ مگر آپ تو اس سے محفوظ و مامون ہیں۔ آپ خاتم النّبییّن ہیں۔ اگر آپ بھی ہم کو نفی میں جواب دیں تو ہم کس کے پاس جائیں۔ آپ ہمارے لئے درگاہ الٰہی میں شفاعت کیجئے۔ تاکہ ہم کو ان مصیبتوں سے رہائی ہو۔ آپ ارشاد فرمائینگے کہ ہاں مجھ ہی کو خدا نے اس لائق بنایا ہے۔ تمہاری شفاعت کرنی آج میرا حق ہے۔ پس آپ درگاہ ایزدی کی جانب متوجہ ہونگے۔ حق تعالیٰ اُس روز جبرئیل کو براق دے کر تمام لوگوں کے سامنے بھیجیگا۔ آنحضرت صلعم اس پر سوار ہوکر آسمان کی طرف روانہ ہونگے۔ آدمیوں کو آسمان پر ایک نہایت نورانی وکشادہ مکان دکھائی دے گا۔ جس میں حضور داخل ہونگے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود میں

اُس مکان کا نام مقام محمود ہے پس جب تمام لوگ اس مکان میں آپکو داخل ہوتے ہوئے دیکھ لینگے۔ تو آپکی تعریف وتوصیف کرنے لگیں گے۔ حضور کو یہاں سے عرش معلیٰ پر تجلّی الٰہی نظر آئے گی جسکو دیکھتے ہی آپ سات روز تک مسلسل سربسجود رہیں گے۔ تب ارشاد الٰہی ہوگا۔ کہ اے محمد سر اٹھاؤ۔ جو کہوگے سنوں گا۔ جو مانگوگے دونگا۔ اگر شفاعت کروگے قبول کروں گا۔ پس حضور اپنے سر مبارک کو اٹھا کر خدائے قدوس کی اسقدر حمد وثنا بیان کریں گے۔ کہ اولین وآخرین میں سے کسی نے نہ کی ہوگی۔ آپ فرمائینگے کہ اے خدا تو نے بذریعہ جبرئیل وعدہ فرمایا تھا۔ کہ قیامت کے دن تو جو چاہیگا سنونگا۔ پس میں اس عہد کا ایفا چاہتا ہوں۔ حق تعالیٰ جواباً ارشاد فرمائیگا۔ جبرئیل نے جو کچھ پیغام پہنچایا تھا وہ بالکل

۱؎ قولہ تعالیٰ لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ سورہ فتح ۱۲ ۲؎ قولہ تعالیٰ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا سورہ احزاب ۱۲ ۳؎ قولہ تعالیٰ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَكَ عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا سورۂ بنی اسرائیل

بجا اور درست تھا۔ آج بیشک میں تجھ کو خوش کروں گا۔ اور تیری شفاعت قبول کرونگا۔ زمین کیطرف جاؤ میں بھی زمین پر جلوہ افروز ہونیوالا ہوں۔ بندوں کا حساب لے کر ہر ایک کو حسب اعمال جزا دونگا۔ پس حضور سرور کائنات زمین پر واپس تشریف لے آئیں گے۔ لوگ آپ سے دریافت کرینگے۔ کہ خداوند نے ہمارے حق میں کیا ارشاد فرمایا۔ آپ جواب دینگے۔ خدائے قدوس زمین پر جلوہ افروز ہونیوالا ہے۔ ہر ایک کو حسب اعمال جزا دیگا۔ اسی اثنا میں ایک بہت بڑا نور نہایت ہولناک آواز کے ساتھ آسمان سے زمین پر اُتریگا۔ قریب آنے پر فرشتوں کی تسبیح و تہلیل کی آوازیں سُنائی دینگی۔ لوگ ان سے پوچھیں گے۔ کہ ہمارا پروردگار اسی نور میں ہے۔ فرشتے جواب میں کہیں گے۔ خداوند کریم کی شان اس سے کہیں برتر ہے۔ ہم تو آسمان دنیا کے فرشتے ہیں۔ اور اُتر کر زمین کے دُور ترین کناروں پر صف بستہ ہو جائیں گے بعد ازاں اس سے کہیں زیادہ نور مع ہولناک آواز کے آسمان سے نازل ہوگا۔ نزدیک پہنچنے پر لوگ پھر پوچھیں گے کیا تجلیات الٰہی اسی نور میں ہیں۔ فرشتے جواب دینگے کہ خدائے قدوس اس سے کہیں برتر ہے ہم دوسرے آسمان کے فرشتے ہیں پس یہ فرشتے بھی پہلے فرشتوں کے قریب صف بستہ ہو جائینگے۔ اس طرح ہر ایک آسمان کے فرشتے پہلے سے زیادہ عظمت و جلال کے ساتھ یکے بعد دیگرے اُتر کر سابق فرشتوں کے قریب سلسلہ وار صف بستہ ہو جائینگے۔ پھر حضرت اسرافیل کو صور کے پھونکنے کا حکم ہوگا جسکی آواز سنتے ہی تمام لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ مگر صرف حضرت موسیٰ جو تجلیات الٰہی کو کوہ طور پر دیکھ کر بیہوش ہو گئے تھے برداشت کر سکیں گے۔ پس حق تعالےٰ عرش پر جلوہ فرما کر نزول فرمائیگا۔ اس عرش کو آٹھ فرشتے اُٹھائے ہوئے ہونگے۔ اسکے اگلے حصے کو اس مقام پر جہاں آج کل بیت المقدس میں صخرہ معلق ہے۔ رکھدیں گے اس عرش کے

۱؎ قولہ تعالیٰ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِائَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى اور اے پیغمبر تمہارا پروردگار رونق افروز ہوگا۔ اور صف بستہ ہونگے۔ اور اس دن جہنم سب کے روبرو لا حاضر کی جائیگی۔ اُس دن انسان چیتے گا مگر اسوقت اسکے چیتنے سے کیا فائدہ۔

۲؎ قولہ تعالیٰ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سورہ زمر۔ ترجمہ۔ اور صور پھونکا جائیگا پس تمام آسمان اور زمین کے رہنے والے بیہوش ہو جائینگے مگر وہ جس کو خدا چاہے زندہ بیہوش نہ ہو۔

۳؎ صحیح بخاری و صحیح مسلم ۴؎ قولہ تعالیٰ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۱۲

زیر سایہ بموجب حدیث[۱] حسب ذیل سات گروہوں کو جگہ دی جائیگی (۱) بادشاہ عادل (۲) نوجوان
عابد (۳) وہ شخص جو محض ذکر الٰہی اور نماز کی غرض سے ہمیشہ مسجد سے دلی لگاؤ رکھے (۴) وہ شخص[۲]
جو خلوت وتنہائی میں شوق وخوف الٰہی کیوجہ سے تضرع وزاری کرے (۵) وہ دو شخص جو خالصاً
لوجہ اللہ ایک دوسرے سے محبت کریں اور ظاہر وباطن میں یکساں ہوں (۶) وہ شخص جو خیرات
اس طرح کرے کہ سوائے خدا کے اور اُس کے کوئی نہ جانے (۷) وہ شخص جسکو زن حسینہ وجمیلہ و
صاحبہ ثروت بغرض فعل بد طلب کرے اور وہ محض خوف الٰہی کی وجہ سے باز رہے۔ بعض روایتوں
میں ان کے علاوہ کچھ اور گروہوں کا بھی ذکر آیا ہے۔ یہ واضح رہے کہ عرش کا سایہ ان گروہوں پر نہایت
سخت گرمی وتیزی آفتاب کی حالت میں ہوگا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔ کیفیت نزول عرش بوجہ
بیہوشی کے کسی کو معلوم نہ ہوگی۔ اسکے بعد پھر اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔[۳] جس کے سبب
تمام لوگ ہوش میں آجائیں گے اور عالم غیب وشہود کے درمیان جو پردے آجتک حائل تھے
اُٹھ جائیں گے۔ اور فرشتے جن اعمال۔ اقوال۔ بہشت۔ دوزخ۔ عرش۔ تجلیات الٰہی وغیرہ سب
کو لوگ دیکھ لیں گے۔ سب سے پہلے[۴] پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئیں گے۔ بعد اسکے مرضی الٰہی
کے موافق بالترتیب تمام لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔ اسوقت چاند سورج کی روشنی بیکار ہو
جائیگی۔ آسمان وزمین[۵] خدا کے نور سے روشن ہونگے۔ اول جو حکم خداوند کی طرف سے بندوں

خداوند کا اپنے بندوں سے ارشاد

پر صادر ہوگا۔ وہ یہ ہے کہ بندے خاموش کردیئے جائینگے۔ اسکے بعد یہ
ارشاد ہوگا۔ کہ اے بندو! عہد آدم سے لیکر اختتام دنیا تک جو بھلی
بری باتیں تم کرتے تھے میں سنتا تھا۔ اور فرشتے ان کو لکھتے تھے پس آج تم پر کسی[۶] قسم کا جور وظلم نہ
ہوگا بلکہ تمہارے اعمال تم کو دکھا کر جزا وسزا دیجائیگی۔ جو شخص اپنے اعمال کو نیک پائے اُسکو چاہیئے کہ
خدا کا شکر کرے۔ جو اپنے اعمال کو بری صورت میں پائے وہ اپنے تئیں ملامت کرے۔ اسکے بعد جنت[۷] ودوزخ
کے حاضر کرنیکا حکم ہوگا تاکہ لوگ اُن کی حقیقت کا معائنہ کرلیں۔ پس جنت کو تجلیات الٰہی سے
نہایت آراستہ وپیراستہ کرکے حاضر کردیا جائیگا۔ اور دوزخ بھی اس حالت میں کہ اس میں سے

۱؎ صحیح بخاری ومسلم ۱۲ ۲؎ صحیح مسلم ۱۲ ۳؎ ثُمَّ نُفِخَ فِیہِ اُخْرٰی فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۴؎ صحیح بخاری ومسلم شریف
۵؎ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا۔ ترجمہ زمین خدا کے نور سے روشن ہوجائے گی ۱۲ ۶؎ وَقُضِیَ
بَیْنَھُمْ بِالْحَقِّ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ۔ اُن کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جائیگا ۱۲ ۷؎ قولہ تعالےٰ
وَاِذَا الْجَنَّۃُ اُزْلِفَتْ ۱۲

آگ کے شعلے و چنگاریاں بڑے بڑے محلوں کی مقدار میں اونٹوں کی قطار کے مانند پے در پے اُٹھتی ہونگی۔ اور نہایت مہیب آوازوں کے ساتھ خدا کی تسبیح جن و انس اور بتوں کو اپنے لئے بطور غذا طلب کرتی ہوئی جن کو لوگ سُنکر لرز جائینگے۔ اور ڈر کے مارے زانوں کے بل گر پڑینگے حاضر کردیئے جائیں گے۔ اُس دن اگر کوئی شخص ستر پیغمبروں کے اعمال کے موافق بھی عمل رکھتا ہو۔ تو بھی یہ کہیگا کہ آج کے لئے میں نے کچھ بھی تو نہیں کیا۔ دوزخ کی گرمی و بدبو اسقدر ہوگی۔ کہ ستر سال کی مسافت تک پہنچتی ہوگی۔ اسوقت حکم ہوگا۔ کہ دوزخیوں میں سے

جنت و دوزخ کے حاضر کرنے کا حکم

ایک ایسے شخص کو جس کے برابر دنیا میں کسی نے آسائش و راحت زندگی نہ اُٹھائی ہو۔ اور ایک ایسے جنتی کو جسکے برابر تکالیف و مصائب دنیوی کسی نے نہ برداشت کی ہوں۔ حاضر کرو۔ جب دونوں پیش کردیئے جائیں گے تو پھر ملائکہ کو حکم ہوگا کہ بہشتی کو بہشت کے دروازے پر اور دوزخی کو دوزخ کے دروازہ پر تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے کھڑا کر کے واپس لے آؤ۔ جب وہ دونوں میدان محشر میں واپس آئیں۔ تو بہشتی سے پوچھا جائیگا کہ آیا تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی سختی بھی دیکھی ہے کہیگا کہ نہیں۔ کیونکہ میرے رگ و ریشہ میں اسقدر راحت و فرحت سما گئی ہے کہ کوئی سختی میرے خیال تک میں نہیں رہی۔ پھر دوزخی سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنی تمام عمر میں کبھی آرام بھی پایا تھا۔ کہیگا کہ میرے روئیں روئیں میں اسقدر تکالیف۔ رنج والم و بے آرامی سرایت کر گئی ہے کہ راحت کا خیال و وہم بھی تو نہیں

قیامت کے دن اعمال

رہا۔ اس کے بعد اعمال ذی صورت بنا کر حاضر کردیئے جائینگے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ عتاق۔ تلاوت قرآن۔ ذکر الٰہی وغیرہ وغیرہ عرض کرینگے۔ خداوندا ہم حاضر ہیں۔ سب کو حکم ہوگا۔ کہ تم سب نیک نیک اعمال ہو اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو موقع پر تم سے دریافت ہوگا۔ اُس کے بعد اسلام حاضر ہو کر کہیگا۔ خداوندا تو سلام ہے میں اسلام ہوں۔ حکم ہوگا قریب آ۔ کیونکہ آج تیری ہی وجہ سے لوگوں سے مواخذہ ہوگا۔ اور تیرے ہی سبب سے لوگوں سے درگذر کیجائے گی۔ لفظ اسلام سے مضمون کلمۂ توحید مراد ہے۔ واللہ اعلم

۱؎ قولہ تعالیٰ اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى سورہ معارج ۲؎ قولہ تعالیٰ اِنَّهَا تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ۳؎ صحیح مسلم

اعمالناموں کا ذکر

بعد ازاں ملائکہ کو حکم ہوگا کہ ہر ایک کے اعمالنامہ کو اسکے پاس بھیجدو۔ پس ہر ایک کا نامۂ اعمال اُسکے ہاتھ میں آجائیگا۔ مومنین کے سامنے کے رُخ سے داہنے ہاتھ میں کفار کو پشت کیطرف سے بائیں ہاتھ میں۔ جب ہر ایک اپنے اپنے اعمالنامہ کو دیکھیں۔ تو بموجب اس آیت کے ایک ہی نظر میں اپنے نیک و بد اعمال کو ملاحظہ کریگا۔ لیکن ہر ایک کی حالت اصلی اور مرتبہ کے اظہار کے لئے خداوند کی حکمت اس بات کی مقتضی ہوگی۔ کہ ہر ایک سے اعمال کے سوال کیا جائے۔ اول کافروں سے توحید و شرک کے متعلق سوال ہوگا وہ جواب دیتے ہوئے شرک سے صاف انکار کردینگے۔ کہ ہم نے ہرگز شرک نہیں کیا۔ انکے قائل کرنیکے لئے زمین کے اُس قطعہ کو جس پر وہ شرک کرتے تھے۔ اور اُس رات دن اور مہینے کو جس میں وہ کفر کرتے تھے۔ اور حضرت آدمؑ کو جن پر اُن کی اولاد کے روزانہ افعال ظاہر کئے جاتے تھے۔ اور ملائکہ کو جو اُن کے اقوال و افعال کو قلمبند کرتے تھے۔ بطور گواہ بلائے جائینگے مگر جب کمال انکار کی وجہ سے تمام مذکورۂ بالا شہادتیں اُنکے لئے شکست ثابت نہ ہوگی۔ تو اُن کی زبانوں پر مُہریں کردی جائیں گی۔ تب اُن کا ہر عضو اعمال سئیہ پر گویا ہو جائیگا شہادت

کفار کا اپنے اعضا پر طعنہ

ختم ہونے پر اول وہ اپنے اعضا پر لعن و طعن کریں گے۔ کہ ہم نے جو کچھ کیا تھا تمہارے ہی لئے کیا۔ وہ جواب دینگے کہ ہم خدا کے حکم سے تمہاری تابعداری میں تھے۔ اسی کے حکم سے گویا ہوئے۔ بیشک تم ظالم تھے۔ کیونکہ تم نے مالک حقیقی کی خلاف ورزی کرکے ہم کو بھی اپنے ساتھ مصیبت میں مبتلا کردیا۔ خدانے جو ہم کو تمہارا مطیع بنایا تھا۔ اس کا کچھ تم نے شکریہ ادا نہیں کیا۔ نہ ہماری تابعداری کی اصلی غرض سمجھنے کی کوشش کی۔ ہم تو سوائے سچ کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس وہ لاچار ہوکر اپنے شرک و کفر بد کا اقرار کر لینگے اور ملزم قرار پاجائینگے۔ ثانیاً وہ طرح طرح کے عذر پیش کرینگے۔ اول یہ کہینگے کہ ہم احکام

---

[۱] قولہ تعالیٰ۔ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ۔ خدا کی قسم ہم تو مشرک نہیں تھے ۱۲ [۲] قولہ تعالیٰ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ سورہ یٰس ۱۲ [۳] قولہ تعالیٰ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا سورہ حٰم سجدہ ۱۲ [۴] قولہ تعالیٰ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ سورہ حٰم سجدہ ۱۲ [۵] فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ سورہ ملک ۱۲

الہی کے جاننے سے بالکل بے خبر تھے۔ خداوند کی طرف سے ارشاد ہوگا۔ کہ ہیں نے پیغمبروں
کو معجزات دیکر بھیجا۔ اُنہوں نے میرے احکام کو نہایت امانت داری کے ساتھ پہنچایا۔ تم
نے کیوں غفلت کی۔ اور احکام کو کیوں نہیں تسلیم کیا۔ جواب میں کہیں گے نہ تو ہمارے
پاس کوئی پیغمبر آیا نہ کوئی حکم پہنچا۔ پس اول حضرت نوح علیہ السلام کو اُن کی قوم کے سامنے پیش
کیا جائیگا۔ آپ ارشاد فرمائیں گے۔ آپ ارشاد فرمائیں گے کہ اے جھوٹو اے حق سے منہ موڑنے
والو۔ کیا تم کو یاد نہیں۔ کہ میں نے تم کو ساڑھے نوسو[1] برس کی مدت دراز تک طرح طرح کے وعظ سنا کر
عذاب الہی سے ڈرایا۔ احکام الہی پہنچائے۔ کتنی محنت و کوشش کی۔ علانیہ[2] و پوشیدہ طور پر خدا کی
واحدانیت اور اپنی رسالت کے اثبات میں کس قدر کوشش و جانفشانی کی۔ کھلی دلیلوں اور معجزوں سے

حضرت نوح سے طلب شہادت

اُنکو ثابت کیا گیا تمہیں یاد نہیں کہ فلاں مجلس میں ہیں نے تم سے اسطرح کہا تھا۔ اور تم
نے ایسا جواب دیا تھا۔ اسطرح اپنی تبلیغ اور اُنکے انکار کے دیگر قصص یاد دلائینگے مگر وہ
صاف مکر جائینگے اور کہینگے کہ ہم تو تمہیں جانتے تک نہیں اور نہ کبھی تم سے کوئی خدائی حکم سنا۔ اس پر
خداوند کریم ارشاد فرمائیگا کہ اے نوح اپنی تبلیغ و رسالت کے گواہ پیش کر۔ آپ عرض کرینگے۔ میرے
گواہ اُمتیان[3] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس اس امت کے علماء صدیقین اور شہداء حاضر
کروئیے جائینگے۔ وہ عرض کرینگے۔ ہاں ہم اُن کے گواہ ہیں بیشک تو نے انکو رسول بناکر تبلیغ احکام
کے لئے اس قوم کے پاس بھیجا تھا۔ ہماری دلیل یہ ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ
سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا۔ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ۔ الخ۔ امت نوح کے کافر کہینگے
کہ نہ تو تم ہمارے زمانے میں تھے۔ نہ تم نے ہماری حالت دیکھی نہ ہماری گفتگو سنی۔ پھر تمہاری شہادت
ہمارے مقدمہ میں کیونکر قابل سماعت ہوسکتی ہے۔ اس پر حضور اکرم[4] صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائینگے
کہ جو کچھ میری امت نے کہا وہ بالکل بجا و درست ہے۔ کیونکہ اُن کو اس حقیقت حال کا ثبوت دنیا

---

[1] صحیح بخاری و صحیح مسلم قولہ تعالی فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا پس وہ اپنی قوم میں پچاس برس کم ایک ہزار
سال تک رہے حضرت نوح کی عمر کل چودہ سو برس کی تھی جن میں سے ساڑھے نوسو برس وعظ میں صرف ہوئے [2] قولہ تعالی
اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا سورہ نوح [3] قولہ تعالی لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۱۲
[4] وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۱۲ [5] قولہ تعالی رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ
الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ سورہ فاطر ۱۲

میں بذریعہ خبر الٰہی جو معائنہ و مشاہدہ سے کہیں قوی ہی پہنچا ہے۔ تب جا کر یہ کافر ساکت ہو کر ملزم قرار پائیں گے۔ اُنکے بعد اسی طرح حضرت ہودؑ حضرت صالحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت شعیبؑ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ وغیرہ علیہم السلام کی اُمتیں بالترتیب مقابلہ و مباحثہ کرکے بالآخر قائل ہو جائیں گی۔ اور ملزم قرار پائیں گی۔ اسکے بعد عذر و معذرت کرتے ہوئے کہیں گے۔ اے خداوند فی الواقع ہم نے نہیں سمجھا۔ خطاوار گنہگار ہیں۔ لیکن ان تمام خرابیوں کے باعث اور لوگ تھے۔ پس ہمارے عذاب کو اُن کی گردنوں پر رکھ۔ اور ہم کو دنیا میں واپس بھیجدے[۱]۔ تاکہ وہاں تیرے احکام کو قبول کرکے نیک عمل کریں۔ بارگاہ ایزدی سے جواباً ارشاد ہوگا۔ کہ تمہارا عذر قابل سماعت نہیں۔ جو سمجھانیکا حق تھا وہ ادا ہو چکا۔ تم کو ہم نے مدت دراز تک فرصت دی تھی۔ اب دنیا میں واپس جانا ناممکن ہے پس اُنکے جو کچھ نیک اعمال ہونگے۔ وہ نیست[۲] و نابود کر دیئے جائینگے۔ اور اعمال بد کو برقرار رکھا جائیگا۔ کیونکہ اُنھوں نے اپنے زعم میں جو کچھ نیک اعمال بتوں کے لئے کئے تھے۔ وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں۔ ماسوا اُن کے جو کچھ اُنھوں نے خدا کے لئے کئے تھے۔ اُنکا سبب جہالت معرفت و مخالفت احکام الٰہی دنیا میں صلہ دیدیا گیا۔ اسلئے آخرت میں جزا کے مستحق نہ رہے

حضرت آدم و تقسیم

حضرت آدم[۳] کو حکم ہوگا کہ اپنی اولاد میں سے دوزخیوں کا گروہ علیحدہ کردو۔ آپ عرض کریں گے کس حساب سے۔ ارشاد باری ہوگا۔ کہ فی ہزار ایک آدمی جنت کیلئے اور نو سو ننانوے دوزخ کیواسطے۔ اُسوقت لوگوں میں اسقدر ہلچل ہوگی۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ پھر حکم ہوگا کہ جس جس شخص نے عمل کیا ہے۔ وہ اپنے اپنے معبود سے خود جا کر طالب

مشرکین کو اپنے معبودوں سے طلب جزا کا حکم

جزا ہو۔ پس جسوقت وہ اپنے اپنے معبودوں[۴] کی جستجو میں ہوں۔ تو بت پرستوں کیواسطے وہ شیاطین جو بتوں سے

---

[۱] قولہ تعالیٰ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ۔ یعنی کیا دنیا میں ہم نے تم کو اسقدر عمر نہیں دی تھی کہ سچائی کا طالب سچائی کو بخوبی معلوم کر سکتا۔ اور حالانکہ سمجھانیوالا پیغمبر بھی تمہارے پاس آگیا تھا۔ پس اب یہ لیت و لعلی کیسی[۲] یحبط ما کانوا یعملون ۱۲ [۳] صحیح بخاری و صحیح مسلم [۴] قولہ تعالیٰ

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ اَعْدَاءً وَّكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِينَ سورۃ احقاف ۱۲

تعلق رکھکر بُت پرستی و سرکشی کے باعث بنے تھے۔ اور خواب و بیداری میں نئے نئے کرشمے دکھاتے تھے سامنے آجائینگے۔ اور جو جماعتیں کہ حضرت عیسٰے و ملائکہ و دیگر انبیاء و اولیاء کو پوجتی تھیں۔ چونکہ یہ صالحین اُن کے بداعمال سے بیزار تھے۔ اور درحقیقت اُن کی گمراہی کے باعث بھی شیاطین ہی تھے۔ لہٰذا وہی شیاطین انکے سامنے آجائینگے پس جو فرشتے انتظام پر مامور ہونگے وہ اُن سے دریافت کرینگے۔ آیا تمہارے معبود یہی ہیں۔ وہ اپنے پورے یقین کے ساتھ بوجہ اس مناسبت معنوی کے جو اُنکو بتوں کیساتھ تھی کہینگے درحقیقت ہمارے معبود یہی ہیں۔ ملائکہ اُن سے کہیں گے کہ انہیں کے ساتھ چلے جاؤ۔ تاکہ تم کو تمہارے اعمال کی جزا و سزا تک پہنچا دیں۔ پس بسبب شدت پیاس اپنے معبودوں سے پانی طلب کرینگے۔ اس پر اُن کے لئے سراب یعنی چمکتا ہوا ریتا نمودار ہو جائیگا۔ وہ اُسکو پانی سمجھکر دوڑیں گے۔ پہنچنے پر اُن کو معلوم ہوگا۔ کہ وہ تو آگ ہی جو بڑی لپٹوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اُسوقت دوزخ میں سے لمبی لمبی گردنیں نکلینگی جو دانوں کی طرح اُن کو چن چن کر دوزخ میں ڈال دیں گی۔ جب کفار آگ میں مجتمع ہو جائیں تو شیطان[1] آگ کے منبر پر چڑھکر سب کو اپنی طرف بلائے گا۔ وہ اس گمان سے کہ یہ ہمارا سردار کسی نہ کسی مکر و حیلہ سے ہم کو نجات دلائے گا اس کے پاس آجائینگے

ابلیس کا اہل جہنم سے خطاب

پس[2] شیطان کہے گا۔ کہ خدا کے تمام احکام بجا و درست تھے۔ میں تمہارا اور تمہارے باپ کا دشمن تھا۔ مگر یہ یاد رہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی سے اپنی طرف نہیں کھینچا۔ البتہ بُرے کاموں کی ترغیب دی۔ تم نے بسبب کم عقلی و خام طبعی میرے وسوسوں کو سچا جان کر اختیار کیا۔ پس اسوقت اپنے آپ پر ہی ملامت کرو نہ کہ مجھ پر۔ علاوہ ازیں مجھ سے کسی قسم کی نجات و خلاصی دلانے کی امید نہ رکھنا۔ اس یاس و ناامیدی کے جواب کو سُنکر آپس میں لعن و طعن کرنے لگیں گے۔ تابع و متبوع سب یہ چاہیں گے۔ کہ اپنے وبال

---

[1] تفسیر معالم التنزیل میں مقاتل سے روایت ہے کہ دوزخ میں ابلیس کے لئے ایک منبر رکھا جائے گا جس پر وہ کھڑا ہوگا [2] قولہ تعالیٰ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۖ فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم ۖ مَّا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنتُم بِمُصْرِخِيَّ الآیۃ سورۂ ابراہیم ۱۲

کو دوسروں کے پر ڈال کر خود سبکدوش ہو جائیں - مگر یہ خیال محال و بے سود ہوگا - اور قہر کے فرشتے اُن کو کشاں کشاں اُس مقام تک پہنچا دیں گے - جو اُن کے اعمال و عقائد سے مناسبت رکھتا ہوگا - دوزخ کی آگ یہاں کی آگ سے ستر[۱] حصے زیادہ گرم ہے - اُس کا رنگ شروع میں[۲] سفید تھا - پھر ہزار برس بعد سُرخ ہو گیا - اب سیاہ ہے - اُس کے سات طبقے[۳] ہیں - جن میں ایک ایک بڑا پھاٹک ہے - اول طبقہ گنہگار مسلمانوں اور اُن کفار کے لئے جو باوجود شرک پیغمبروں کی حمایت کرتے تھے مخصوص ہے - دیگر طبقات مشرکین - آتش پرست دہریئے - یہود - نصاریٰ اور منافقین کے لئے مقرر ہیں - ان طبقوں کے نام یہ[۴] ہیں (۱) جحیم (۲) جہنم (۳) سعیر (۴) سقر (۵) لظیٰ (۶) ہاویہ (۷) حُطمہ - ان طبقات میں سے ہر ایک میں نہایت وسعت - قسم قسم کے عذاب اور رنگ برنگ کے مکانات ہیں - مثلاً ایک مکان ہے جس کا نام غی[۵] ہے - جس کی سختی سے باقی دوزخ بھی ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے - ایک اور مکان ہے جسمیں بے انتہا سردی ہے - جس کو زمہریر کہتے ہیں - اور ایک مکان ہے جسکو جُبّ الحزن یعنے غم کا کنواں کہتے ہیں - اور ایک کنواں ہے - جسکو طینۃ الخبال یعنی زہر کی کیچڑ کہتے ہیں - ایک پہاڑ ہے جس کو صعود[۶] کہتے ہیں - اس کی بلندی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے جس پر کفاروں کو چڑھا کر نار دوزخ کی تہ میں پھینکا جائیگا - ایک تالاب ہے جس کا نام آب حمیم ہے - پانی اس کا اتنا گرم ہے کہ لبوں تک پہنچنے سے اوپر ہونٹ اسقدر ورم سے موٹا ہو جاتا ہے - کہ ناک اور آنکھیں تک ڈھک جاتی ہیں - اور نیچے کا لب سوجھ کر سینے و ناف تک پہنچتا ہے زبان جل جاتی ہے - اور منہ تنگ ہو جاتا ہے - حلق سے نیچے اُترتے ہی پھیپھڑے - معدے اور انتڑیوں[۷] کو پھاڑ دیتا ہے - ایک اور تالاب ہے - جس کو غساق[۸] کہتے ہیں - اس میں

طبقات جہنم

---

[۱] صحیح بخاری و مسلم شریف [۲] جامع ترمذی و مشکوٰۃ - مگر ان میں سرخی کو سپیدی پر مقدم رکھا ہے [۳] قولہ تعالیٰ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ معالم التنزیل میں لکھا ہے - کہ آٹھ دروازوں سے آٹھ طبقے مراد ہیں - حضرت علی فرماتے ہیں کہ آٹھ دروازے اوپر تلے ہیں [۴] ان طبقوں کے نام قرآن مجید میں جابجا مذکور ہیں [۵] فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۱۲ [۶] قولہ تعالیٰ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۱۲ [۷] قولہ تعالیٰ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۱۲ [۸] قولہ تعالیٰ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا جَزَآءً وِّفَاقًا ۱۲

اہل جہنم کے اجسام اور انکی غذائیں

کفاروں کا پسینہ ۔ پیپ اور لہو بہ کر جمع ہوتا ہے ۔ ایک چشمہ ہے جس کا نام غسلین[1] ہے ۔ اس میں کفاروں کا میل کچیل جمع ہوتا ہے اس قسم کے اور بھی بہت سے خوفناک مکانات ہیں۔ اہل دوزخ کے بہت چوڑے چکلے جسم بنا دیئے جائینگے ۔ تاکہ سختی عذاب زیادہ ہو ۔ اور اُن کے ہر ایک رگ و ریشہ کو ظاہراً و باطناً طرح طرح کے عذاب پہنچائیں گے ۔ مثلاً جلانا ۔ کچلنا ۔ سانپ بچھو وں کا کاٹنا ۔ کانٹوں کا چبھونا ۔ کھال کا چیرنا ۔ مکھیوں کو زخم پر بٹھانا وغیرہ وغیرہ ۔ بسبب شدت گرمی آگ کے پہنچتے ہی ان کے جسم جل کر نئے جسم پیدا ہو جایا کریں گے ۔ یہاں تک کہ ایک گھڑی[2] میں سات سو جسم بدلتے رہیں گے ۔ مگر یہ واضح رہے کہ جسم کے اصلی اجزا برقرار رہینگے صرف گوشت و پوست جل کر دوبارہ پیدا ہوتا رہے گا ۔ اور غم حسرت[3] ناامیدی خلل ستم وغیرہ تکلیفات بقدر جسامت برداشت کریں گے ۔ بعض کافروں کی کھال[4] بیالیس بیالیس گز موٹی ہوگی ۔ دانت پہاڑوں[5] کی مانند بیٹھنے میں تین تین[6] منزل کی مسافت کے برابر جگہ گھیریں گے ۔ مدت دراز کے بعد سوائے دیگر عذاب کے بھوک[7] کا عذاب اسقدر سخت کر دیا جائیگا ۔ کہ جو تمام عذابوں کے مجموعہ کے برابر ہوگا ۔ آخر کار نہایت بیچین و بیقرار ہو کر غذا طلب کرینگے ۔ حکم ہوگا ۔ کہ درخت زقوم[8] کے پھل جو نہایت تلخ خاردار اور سخت ہے اور جو جحیم کی تہ میں پیدا ہوتا ہے انکو کھانیکو دیدو ۔ جب اس کو کھانا شروع کرینگے ۔ تو گلے میں[9] پھنس جائیگا پس کہیں گے کہ دنیا میں جب ہمارے گلوں میں لقمہ اٹک جاتا تھا ۔ تو پانی سے نگل لیا کرتے تھے ۔ لہذا طالب آب ہونگے ۔ حکم ہوگا کہ جحیم میں سے پانی پلا دو ۔ پانی کے منہ تک پہنچتے ہی ہونٹ[10] جل کر اتنے سوجھ جائینگے ۔ کہ پیشانی و سینہ تک پہنچ جائینگے ۔ زبان سکڑ جائینگی ۔ حلق ٹکڑے

---

[1] قولہ تعالیٰ اِلَّا مِنۡ غِسۡلِیۡنٍ لَّا یَاۡکُلُہٗۤ اِلَّا الۡخَاطِـُٔوۡنَ ۱۲ [2] قولہ تعالیٰ کُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُہُمۡ بَدَّلۡنٰہُمۡ جُلُوۡدًا غَیۡرَہَا لِیَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ ۱۲ [3] یہ مضمون متفرق آیتوں اور حدیثوں میں آیا ہے [4] ترمذی [5] صحیح مسلم ۱۲ [6] ترمذی میں آیا ہے کہ اُن کے بیٹھنے کی جگہ میں اتنی مسافت ہوگی جتنی مکہ و مدینہ میں اور مسلم میں ہے کہ اُن کے دونوں شانوں کے درمیان تین روز کی راہ کا فاصلہ ہوگا [7] یہ حدیث [illegible] ترمذی میں ہے [8] قولہ تعالیٰ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ۱۲ [9] قولہ تعالیٰ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۱۲

ٹکڑے ہو جائیگا۔ انتڑیاں پھٹ کر پاخانہ کے راستہ سے نکل پڑیں گی۔ اس حالت سے بیقرار ہو کر سردار جہنم کے سامنے آہ وزاری کرینگے۔ ہم کو تو مار دے۔ تاکہ ان مصائب سے نجات پالیں۔ ہزار سال کے بعد وہ جواب دیگا کہ تم تو ہمیشہ اسی میں رہو گے۔ پھر ہزار سال کے بعد خداوند کریم سے دعا کرینگے۔ اے خدائے قدوس ہماری جان لے لے اور اپنی رحمت سے اس عذاب سے نجات دیدے ہزار سال کے بعد بارگاہِ ایزدی سے جواباً ارشاد ہو گا۔ خبردار خاموش رہو ہم سے استدعا نہ کرو۔ تم کو یہاں سے نکلنا نصیب نہ ہو گا۔ آخر کار مجبور ہو کر کہینگے آؤ بھائیو صبر کرو۔ کیونکہ صبر کا پھل اچھا ہے۔ اور خداوند کریم کو تضرع وزاری کیساتھ ایک ہزار برس تک یاد کرینگے۔ آخر بالکل ناامید ہو کر کہینگے بیقراری وصبر ہمارے حق میں برابر ہے۔ کسی طرح شکل نجات نظر نہیں آتی۔ اُن کو سر کے بل کھڑا کیا جائیگا۔ انکے جسم مسخ ہو کر کتوں۔ گدھوں۔ بھیڑیوں۔ بندروں۔ سانپوں اور دیگر حیوانات وغیرہ وغیرہ کی شکل میں ہو جائینگے۔ دنیا میں جو لوگ تکبر کرتے ہیں۔ اُن کو میدان حشر میں لٹا کر پاؤں میں روندا جائیگا۔ یہ تو کفاروں کی حالت کا بیان ہے

حشر کے دن اہل ایمان کی حالت

میدان محشر میں مسلمانوں کی حالت حسب مراتب گوناگوں ہو گی۔ ایک جماعت جو خالصاً لوجہ اللہ ایک دوسرے سے ملاقات ومحبت وجدائی وفراق کرتی تھی۔ خدا کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہو گی۔ اور بعض کو جو توکل سے آراستہ تھے۔ اور مہمات دین ودنیا کو نہایت راستی سے انجام دیتے تھے۔ اُنکے چہرے کو چودھویں رات کے چاند کے مانند بنا کر بے حساب وکتاب جنت کیلئے جدا کر دیا جائیگا۔ اور وہ لوگ بھی جو ترک دنیا کر کے اعلائے کلمہ توحید میں شب وروز کوشاں تھے۔ بے حساب وکتاب جنت کے لئے علیحدہ کر دیئے جائینگے اور اُن لوگوں کو بھی جو راتوں میں نہایت ادب وحضور قلب سے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے سادات الناس کا خطاب دیکر بے حساب وکتاب جنت کے لئے جدا کر دیا جائیگا۔ اسکے بعد وہ جماعت جو ظاہراً وباطناً ہمیشہ ذکر وطاعت الٰہی میں مصروف رہتی تھی۔ اور سختی وآسائش

سلہ قولہ تعالیٰ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۱۲ سلہ قولہ تعالیٰ اِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ۱۲ سلہ قولہ تعالیٰ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۱۲ سلہ قولہ تعالیٰ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ سورۂ ابراہیم شریف صحیح بخاری وصحیح مسلم وترمذی ۱۲

یکحالت میں یکساں حمد الٰہی کرتی تھی۔ اشرف الناس کے خطاب سے ملقب کیجائیگی۔ باقیماندہ مسلمان و منافقین مختلف گروہوں پر تقسیم کردیئے جائینگے۔ مثلاً نمازی نمازیوں میں روزہ دار روزے داروں میں۔ حاجی حاجیوں میں۔ سخی سخیوں میں۔ مجاہدین مجاہدین میں۔ منکسر المزاج اہل تواضع میں محسنین و خوش اخلاق اپنی جنس میں۔ اہل ذکر وظیفہ گذار۔ اہل خوف و ترحم۔ عادل و منصف اہل شہادت اہل صدق و وفا۔ علماء راسخین۔ زہاد۔ عوام کالانعام حکام ظالم خونی و قاتل۔ زانی۔ دروغگو۔ چور رہزن۔ ماں باپ کو تکلیف دینے والے۔ سودخوار۔ رشوت خوار۔ حقوق العباد کے تلف کرنیوالے۔ شراب خوار یتیموں و بیکسیوں کے مال کھانیوالے۔ زکوٰۃ نہ دینے والے۔ نماز نہ پڑھنے والے۔ امانت میں خیانت کرنیوالے۔ عہد کے توڑنیوالے وغیرہ وغیرہ مختلف گروہوں میں منقسم ہوکر اپنی جنس میں جاملیں گے۔ پھر ان گروہوں میں سے وہ لوگ جو مذکورہ صفات میں سے دو تین یا چار یا اس سے زیادہ اوصاف رکھتے ہوں۔ جدا کرکے الگ گروہوں میں تقسیم کردیئے جائینگے۔ مویشیوں کی زکوٰۃ[1] نہ دینے والوں کو میدان حشر میں پشت کے بل لٹاکر جانوروں کو حکم ہوگا۔ کہ ان پر سے گذر کر پامال کردو۔ پس وہ بار بار گزر کر اُن کو روندتے رہینگے۔ سودخواروں کے پیٹوں کو پھلاکر اُن میں سانپ۔ بچھو[2] بھر دیئے جائینگے اور آسیب زدہ حالت میں ہونگے[3]۔ مصوّروں کو یہ عذاب دیا جائیگا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں رُوح ڈالیں۔ جھوٹا خواب بیان کرنیوالوں کو مجبور[4] کیا جائیگا کہ دو جو کے دانوں میں گرہ لگائیں۔ چغلخوروں کے کانوں[5] میں سیسہ پگھلاکر ڈالا جائیگا۔ اسیطرح بعض فاسقین پر سرزنش و مواخذہ ہوگا۔ جسوقت میدان محشر کفاروں سے بالکل خالی ہوجائیگا اور ہر ملت و ہر قرن کے مسلمان میدان حشر میں ایک جگہ جمع ہوجائینگے۔ تو خدائے قدوس اُن پر ظاہر ہوکر فرمائیگا[6]۔ اے لوگوں تمام مذاہب وادیان کے لوگ اپنی جگہ چلے گئے۔ تم کیونکر ابتک یہاں ہو۔ وہ عرض کرینگے کہ وہ تو اپنے معبودوں کیساتھ چلے گئے۔ جب ہمارا معبود ہم کو اپنے ساتھ لیگا اسوقت ہم بھی اسکے ساتھ چلیں گے۔ ارشاد باری ہوگا کہ میں ہوں تمہارا معبود۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ لیکن چونکہ آدمی اس صورت کو نہ پہچانیں گے کہ یہ خدا کی تجلی ہے۔ کہیں گے کہ ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو ہمارا معبود نہیں ہے۔ خداوند تعالیٰ فرمائیگا۔ آیا تمہارے علم میں

[1] صحیح بخاری [2] امام احمد ابن ماجہ [3] قولہ تعالیٰ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ [4] صحیح مسلم [5] صحیح بخاری [6] صحیح بخاری

[illegible]

خداوند کریم کی اہل ایماں پر تجلّی

کوئی ایسی نشانی ہے جسکے ذریعہ سے اسکو پہچان سکو۔ وہ کہیں گے۔ ہاں بس وہ تجلی پوشیدہ ہوکر دوسری تجلی نمایاں ہوگی جسکی پنڈلی سے پردہ اُٹھے گا۔ اسکو دیکھتے ہی سب کہینگے کہ توہی ہمارا پروردگار ہے۔ اور سب سجود ہوجائینگے۔ مگر منافقین بجائے سجدہ کرنے کے پشت کے بل گرینگے حکم ہوگا کہ دوزخ وجنت کو میدان حشر کے درمیان رکھو۔ اُس کے بعد اعمال کا حساب میدان حشر میں

اعمال کا حساب

لیا جائیگا سب سے پہلے نماز کا حساب اس طور پر لیا جائیگا۔ کہ اپنی تمام عمر میں کتنی نمازیں اُس نے پڑھی ہیں۔ اور کتنی واجب ہیں۔ اور ارکان وآداب ظاہری وباطنی اُس نے کیونکر ادا کئے ہیں۔ اور کسقدر نوافل پڑھے ہیں۔ اور اگر اُس سے فرائض ترک ہوئے ہوں۔ تو ایک فرض کے عوض میں ستر نوافل قایم ہوسکیں گے۔ نماز انسانی صورت میں حاضر ہوجائیگی۔ جو نمازیں خشوع وخضوع وذکر الٰہی و درود وظائف پڑھی گئی ہوں۔ وہ بے دست وپا ہونگی۔ جن نمازوں میں ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھا گیا ہو وہ نہایت آراستہ وپیراستہ ہونگی۔ اس کے بعد دیگر عبادات بدنی کا بھی مثلاً روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد کا اسی طور پر حساب وکتاب ہوگا۔ نیز زہر۔ حرص دینی علوم خون۔ زخم۔ اکل وشرب ناجائز خرید وفروخت۔ حقوق العباد وغیرہ وغیرہ کا حساب ہوگا۔ ظالموں سے مظلوموں کو اس طور سے بدلہ دلایا جائیگا۔ کہ اگر ظالم نے نیکیاں کی ہیں تو اُسکے حسب ظلم مظلوم کو دلوائی جائینگی۔ اور اگر نیکیاں نہیں ہیں تو مظلوم کے گناہ حسب اندازہ ظلم ظالم کی گردن پر ڈالے جائیں گے۔ البتہ ظالموں کا ایمان وعقیدہ نہ دیا جائیگا۔ بعض ایسے عالی ہمت بھی ہونگے کہ خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے اپنی نیکیوں کو بغیر کسی عوض کے دوسروں کو بخشدینگے۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ دو آدمی مقام میزان میں اس قسم کے حاضر ہونگے کہ ایک کی نیکیاں وبرائیاں برابر ہونگی۔ دوسرا ایسا ہوگا۔ کہ جسکی صرف ایک نیکی ہوگی۔ اول الذکر کو حکم ہوگا۔ کہ تو کہیں سے اگر ایک نیکی مانگ لائے تو نیکیوں کا پلڑا بڑھ جائیگا۔ اور تو جنت کا مستحق ہوجائیگا۔ وہ بیچارہ تمام لوگوں سے استدعا کریگا۔ مگر کہیں سے کامیابی نہوگی آخر مجبوراً واپس آئیگا جب آخر الذکر کو یہ حال معلوم ہوجائیگا۔ تو کہیگا کہ بھائی میری توصرف ایک ہی نیکی ہے۔ اور باوجود اتنی خوبیوں کے تجکو ایک نیکی بھی کسی نے نہ دی بھلا مجھ کو کون دیگا۔ لے یہ ایک نیکی بھی توہی لے لے

۱؎ قولہ تعالیٰ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ سورۂ القلم ۲؎ امام احمد ابوداؤد

تاکہ تیرا کام تو بن جائے۔ میر اللہ مالک ہی۔ خداوند کریم اپنے بے انتہا فضل وکرم سے ارشاد فرمائیگا ان دونوں کو جنت میں لیجا کر ایک درجہ میں چھوڑ دو۔

اعمال کے تولنے کا ذکر

تمام چھوٹی وبڑی نیکیاں میزان میں داخل کر دی جائیں گی لیکن اُن کا وزن حسب عقیدہ ہوگا۔ یعنی جسقدر عقیدہ پختہ وناقص ہوگا۔ اتنی ہی زیادہ وزنی ہونگی جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہی۔ کہ ایک شخص کی ننانوے بُرائیاں ہونگی۔ اور صرف ایک نیکی تولتے وقت بارگاہ ایزدی میں عرض کریگا۔ اے خداوند میری اس نیکی کی اتنی بُرائیوں کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہی کہ تولی جائے۔ جب میں دوزخ ہی کے لائق ہوں تو بغیر تولے مجھکو بھیجدے۔ اسوقت ارشاد باری ہوگا کہ ہم ظالم نہیں۔ یہ ضرور تولی جائیگی۔ چنانچہ جس وقت وہ بُرائیوں کے مقابلہ میں تولی جائے تو اُس کا پلڑا جھک جائیگا۔ اور وہ مستحق جنت قرار پائیگا (شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے ہیں) کہ میرے علم میں یہ نیکی شہادت فی سبیل اللہ ہے۔ جو تمام عمر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے واللہ اعلم

اگرچہ پلصراط اور میزان کے متعلق علما کا اختلاف ہے مگر اظہر یہ ہی کہ میزان بہت سی ہونگی چنانچہ آیہ کریمہ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ سے یہی مفہوم ہی۔ اسی طور پر یہ بھی قیاس میں آتا ہی کہ پلصراط بھی بہت سے ہونگے۔ خواہ ہر امت کے لئے یا ہر قوم کیلئے۔ واللہ اعلم

قبل اس کے کہ میدان محشر سے پلصراط پر گذرنیکا حکم ہو۔ تمام میدان محشر میں اندھیرا چھا جائیگا پس ہر امت[۱] کو اپنے اپنے پیغمبروں کے ساتھ چلنے کا حکم ہوگا۔ اہل ایمان کو نور کی دو دو مشعلیں[۲] عنایت ہوں گی۔ ایک آگے چلے گی دوسری دائیں جانب۔ اور جو اُن سے کمتر ہونگے اُن کو ایک ایک مشعل دیجائیگی۔ اور جو اُن سے کم ہوں اُنکے صرف پاؤں کے انگوٹھے کے آس پاس خفیف روشنی ہوگی۔ اور اُن سے بھی جو گئے گذرے ہوں انگوٹھا تے ہوئے چراغ کی طرح روشنی دیجائیگی جو کبھی بجھے گی۔[۳] اور کبھی روشن ہوگی۔ جو منافق ہونگے۔ وہ ذاتی نور سے بالکل خالی ہونگے بلکہ دوسروں کے نور کی مدد سے چلیں گے۔ یہانتک کہ جسوقت یہ سب لوگ دوزخ کے کنارے کے

---

[۱] یہ حدیث آخر تک ترمذی میں ہی [۲] قولہ تعالیٰ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۱۲ [۳] قولہ تعالیٰ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم سورۂ حدید [۴] معالم التنزیل ۱۲ [۵] قولہ تعالیٰ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۱۲

قریب جا پہنچیں گے تو دیکھیں گے۔ کہ دوزخ کے اوپر پلصراط ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے حکم ہوگا کہ اس پر ہوکر جنت میں چلو۔ وہ پندرہ ہزار سال کی مسافت میں ہے۔ جن میں سے پانچہزار تو اوپر چڑھنے کے اور پانچہزار بیچ میں چلنے کے اور پانچہزار اُترنے کے ہیں۔ حاصل کلام جب میدان محشر سے پلصراطوں پر پہنچیں۔ تو آواز ہوگی۔ کہ اے لوگو اپنی آنکھوں کو بند کرلو۔ تاکہ فاطمہ رضہ بنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پل سے گذر جائیں۔ اُس کے بعد بعض لوگ تو بجلی کی چمک کی طرح[1]۔ بعض ہوا۔ بعض گھوڑے۔ بعض اونٹ۔ بعض معمولی رفتار کی مانند پلصراط سے گذر جائیں گے۔ بعض لوگ نہایت محنت و مشقت کے ساتھ پل پر چلیں گے اسوقت دوزخ میں سے بڑے بڑے تیتے نکلیں گے۔ جو اُن میں سے بعض کو تو چھوڑ دینگے بعض کو کچھ کچھ کاٹیں گے۔ اور بعض کو کھینچکر دوزخ میں ڈال دینگے۔ اسی طرح سے رشتہ امانتیں لوگوں کے ساتھ ہو جائینگی پس جنہوں نے اُنکی رعایت نہ کی ہو۔ اُنکو دوزخ میں کھینچکر ڈال دینگے۔ اُسوقت اعمال صالحہ مثلاً نماز روزہ درود وظائف وغیرہ لوگوں کے دستگیر ہونگے اور خیرات آگ سے[2] اور اُن کے درمیان حائل ہو جائیگی۔ قربانی سواری کا کام دیگی۔ اور اس مقام کے ہول کی وجہ سے کسی کی آواز تک نہ نکلیگی۔ مگر پیغمبران اُمتوں کے حق میں[3] (رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ) کہینگے جب مسلمان پلصراط پر چڑھ جائیں

منافقین کی بدحالی

تو منافقین اندھیرے میں گرفتار ہوکر فریاد کرینگے۔ بھائیو ذرا ٹھیرنا تاکہ تمہارے نور کے طفیل سے ہم بھی چلے چلیں۔ وہ جواب دینگے ذرا پیچھے چلے جاؤ۔ جہاں سے ہم نور لائے ہیں۔ تم بھی وہیں سے لے آؤ۔ پس جب پیچھے چلیں۔ تو وہاں بے انتہا تاریکی اور ہول دیکھیں گے۔ آخر نہایت بے قرار ہوکر واپس لوٹینگے اور دیکھیں گے کہ پلصراط کے سرے پر ایک بہت بڑی دیوار قایم ہے۔ اور دروازہ بند ہو گیا ہے۔ پس نہایت ہی گڑگڑا کر مسلمانوں کو پکارینگے۔ کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہ تھے جو آپ ہمیں چھوڑے چلے جاتے ہو۔ وہ جواب دینگے کہ بیشک تم ہمارے ساتھ تو تھے لیکن بظاہر اور دل میں شک

---

[1] ترمذی و دارمی ۱۲ [2] صحیح بخاری میں آیا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ۱۲ [3] صحیح بخاری و مسلم ۱۲ [4] قولہ تعالیٰ

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَى وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ الآیۃ ۱۲

وشبہ کرتے ہوئے ہمارے حق میں برائیاں اور کفاروں کی بھلائیاں چاہتے تھے۔ لہذا
مناسب ہے کہ جن کا ساتھ دیتے تھے انہیں سے جاملو۔ اسی اثنا میں آگ کے شعلے ان کو گھیر
کر جہنم کے سب سے نیچے کے درجے[1] میں پہنچا دینگے۔ وہ مسلمان جو بجلی وہوا کی رفتار کے
موافق پلصراط پر سے گذریں گے وہ پل کو عبور کر کے کہیں گے۔ کہ ہم نے تو سنا تھا کہ رستہ
میں دوزخ آئیگی۔ لیکن ہم نے تو دیکھا بھی نہیں۔ اور وہ لوگ جو سلامتی کے ساتھ گذرینگے
وہ بھی پلصراط سے اتر کر میدان میں ان سے جاملیں گے۔ دنیا میں جو ایک دوسرے سے
شکایت رکھتے تھے وہ سب ایک ہو جائینگے۔ جناب رسول مقبول

رسول مقبول صلعم

صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست[2] مبارک سے جنت کا قفل کھول کر
لوگوں کو داخل فرمائینگے۔ یہاں پہنچکر آپ اپنی امت کی تفتیش حال کرینگے۔ اسوقت آپکی
امت تمام اہل جنت کا چہارم حصہ ہوگی۔ دریافت حال کے بعد جب آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہ ابھی میری امت میں سے ہزارہا آدمی دوزخ میں پڑے ہیں۔ تو بوجہ اسکے کہ آپ

دوزخیوں کے لئے شفاعت

رحمۃ للعالمین ہیں غمگین ہو کر درگاہ الہی میں عرض کرینگے۔ اے
خدا میری امت کو دوزخ سے خلاصی دے۔ یہ شفاعت بھی شفاعت
کبریٰ کے مانند جو آنجناب نے کی تھی ہوگی۔ یعنی سات روز تک سربسجدہ رہکر عجیب وغریب
حمد وثنا بیان فرمائینگے تب بارگاہ الہی سے حکم ہوگا۔ کہ جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر
ایمان ہو اسکو دوزخ سے نکال لاؤ۔ آپکو دیکھ کر دوسرے پیغمبر بھی اپنی اپنی امتوں کی شفاعت
کرینگے پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الہی فرشتوں کو اپنے ساتھ لیکر بمعیت امت
دوزخ کے کنارے پہنچیں گے۔ اور فرمائینگے اپنے اپنے رشتہ داروں اور واقف کاروں کو
یاد کر کے ان کی نشانی بتاؤ۔ تاکہ یہ فرشتے انکو دوزخ سے نکال لیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوگا۔ علاوہ
ازیں شہدا ہر کوستر۔ حافظوں کو دس علما کو حسب مراتب لوگوں کی شفاعت کا حق ہوگا۔ جب
آپ ان کو لیکر جنت میں تشریف لائینگے تو آپکی امت اسوقت تمام اہل جنت کا تہائی[3] حصہ ہوگی

---

[1] قولہ تعالیٰ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (ترجمہ منافق (مسلمانوں کے بدخواہ کافروں کے خیرخواہ) دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہونگے [2] ترمذی میں ہو المفاتیح یومئذ بیدی۔ وانا اول من یحرک حلق الجنۃ ۱۲ [3] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲

پھر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تفتیش فرمائینگے - کہ اب میری امت میں سے کسقدر دوزخ میں باقی ہیں - جواب ہوگا - کہ حضور ابھی تو ہزارہا دوزخ میں موجود ہیں - آپ پھر دستور سابق بارگاہ ایزدی میں شفاعت کرینگے - حکم ہوگا کہ جس کسی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو اُسکو دوزخ سے نکال لاؤ - پس آپ بدستور سابق علماء اولیاء شہداء وغیرہ کو دوزخ کے کنارے بیجا کر فرمائینگے - کہ اپنے اپنے رشتہ داروں، واقف کاروں وغیرہ کو یاد اور پہچان کر کے دوزخ نکلواؤ - اُسوقت بھی ہزارہا آدمی دوزخ سے رہا ہو کر جنت میں داخل ہو جائینگے - اب آپ کی اُمت تمام اہل جنت کا نصف حصہ ہوگی - اس شفاعت کے بعد آپ پھر دریافت فرما کر بدستور ہائے سابق شفاعت کرینگے - ارشاد باری ہوگا - کہ جس کے دل میں آدھے ذرہ کے برابر بھی ایمان ہو - اُسکو دوزخ سے نکال لو - پس بدستور سابق ایک بہت بڑی تعداد جہنم سے برآمد ہو کر جنت میں داخل ہوگی - اُسوقت آپکی امت تمام اہل جنت سے دوچند ہو جائے گی اور موحدین میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں رہیگا - مگر وہ موحدین جنکو انبیاء علیہم السلام کا توسل حاصل نہ ہو یعنی اُنکو پیغمبروں کے آنیکا علم نہیں ہوا ہو - نہ کہ وہ جو پیغمبروں کو معلوم کر کے منحرف ہو گئے ہوں - اُن کے حق میں بھی حضور اقدس صلعم شفاعت کرینگے - مگر خداوند کریم فرمائیگا - کہ اُن سے تمہارا کوئی تعلق نہیں - بلکہ اُن کو میں خود بخشوں گا - اسی اثناء میں مشرکین اور اُن موحدین میں نزاع ہوگا - مشرکین بطور طعنہ کہیں گے - کہ تم تو توحید کے متعلق دنیا میں ہم سے جھگڑتے تھے - اور اپنے تئیں سچے بتاتے تھے - مگر معلوم ہوا کہ تمہارا خیال محض خام تھا - دیکھو ہم اور تم یکساں ایک ہی بلا میں مبتلا ہیں - پس اُسوقت خدائے قدوس فرمائیگا کہ انہوں نے شرک و توحید کو یکساں سمجھ لیا ہے - قسم ہے عزت و جلال کی کہ میں کسی موحد کو مشرک کے برابر نہ کروں گا پس اُن تمام موحدین کو اُس روز کے آخر میں جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے دوزخ سے اپنے دست قدرت سے نجات دیگا - اُسوقت اُن لوگوں کے جسم کوئلہ کیطرح سیاہ ہونگے - لہذا آب حیات کی نہر میں جو جنت کے دروازوں کے سامنے ہے غوطہ دینگے جس سے اُن کے بدن صحیح و سالم ہو کر تر و تازہ ہو جائینگے - اور ایک مدت کے بعد جنت میں داخل ہو نگے مگر اُن کی گردنوں پر ایک سیاہ داغ رہیگا - اور اہل جنت میں اُن کا لقب

لہ صحیح بخاری ۱۳ ؎ صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲

جہنمی ہوگا پس وہ ایک مدت کے بعد درگاہ الٰہی میں عرض کرینگے۔ خداوندا جب تونے دوزخ سے
ہم کو نجات دی۔ تو اس نشان ولقب کو بھی اپنے فضل وکرم سے ہم سے دور کردے پس خدا کی مہربانی
سے وہ نشان اور لقب بھی اُن سے دور ہو جائیگا۔ سب سے آخری شخص[2] جو دوزخ سے برآمد ہوکر
جنت میں داخل کیا جائیگا۔ ایک ایسا شخص ہوگا۔ کہ اُس کو دوزخ سے نکالکر کنارہ پر بٹھادیا جائے گا
تھوڑی دیر کے بعد جب اُس کو ہوش آئے گا تو کہیگا۔ کہ میرے منہ کو یہاں سے پھیردو۔ پس اُس
سے عہد لیا جائیگا۔ کہ اسکے سوا اور کچھ تو نہ مانگے گا۔ جب وہ پختہ عہد کرلیگا۔ تو اُسکا منہ پھیر دیا
دیا جائیگا۔ جب وہ قریب جنت کی جانب نظر کرے گا۔ تو اُس کو نہایت تر و تازہ درخت دکھائی
دینگے پس وہ شور مچائیگا۔ الٰہی مجھ کو وہاں پہنچادے۔ پھر اُس سے بدستور سابق عہد لیکر وہاں
پہنچا دیا جائیگا۔ اور اسی ترتیب سے خوشنما درخت وعمدہ مکانات کو دیکھکر نقض عہود کرتا ہوا جنت کے
پاس پہنچ جائے گا۔ جب وہ جنت کی تر و تازگی و رونق دیکھیگا۔ تو تمام عہود سابقہ کو توڑ کر نہایت
گڑگڑا کر جنت میں داخل ہونے کا خواستگار ہوگا۔ لیکن جب اُس کو جنت میں داخل ہونیکی اجازت
مل جائے۔ تو اس خیال میں پڑجائیگا کہ جنت تو معمور ہو چکی ہے اب میرے لئے مکان کی گنجائش
کہاں ہوگی۔ حق تعالیٰ فرمائیگا۔ جا وہاں جگہ کی کمی نہیں ہے۔ عرض کریگا کہ خداوندا شاید تو مجھ سے
تمسخر کرتا ہے۔ حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ خداوند کریم فرمائیگا کہ جسقدر تجھے مانگنا ہو مانگ لے۔
میں اُس سے دوچند عطا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوگا۔ اور یہ اہل جنت میں سے ادنی کا مرتبہ
ہے۔ حاصل کلام جب تمام اہل جنت اپنے اپنے مقاموں پر برقرار ہو جائینگے۔ تو ملاقات کے وقت
ایک دوسرے سے کہینگے۔ فلاں دوزخی ہم سے حق باتوں میں جھگڑتا تھا۔ نہ معلوم اب وہ کس

اہل دوزخ واہل جنت کی باہم گفتگو

حالت میں ہے۔ پس ایک کھڑکی کھولدی جائیگی۔ اور بینائی میں
قوت عطا کیجائیگی۔ کہ جس سے وہ دوزخی کو دیکھ لیں گے۔ دوزخی
بہت آہ زاری کرکے جنت کے کھانے اور پانی کو طلب[3] کریگا۔ یہ جواب دینگے کہ جنت کی نعمتوں
کو خدا نے تم پر حرام کردیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالےٰ کے وعدونکو کیونکر سچا پایا۔ کیونکہ ہم نے
تو تمام وعدوں کو بے کم وکاست بجا و درست پایا۔ وہ نہایت ہی پشیمانی اور عاجزی ظاہر کریگا۔

[2] یہ مضمون اخیر تک صحیح بخاری ومسلم شریف میں موجود ہے [3] قولہ تعالیٰ وَنَادٰی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ
الْجَنَّۃِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ سورہ اعراف

اس کے بعد اہل جنت ٹھڑکی بند کرلیں گے۔ پھر اہل جنت اپنے اہل وعیال کی دریافت کرینگے

اہل جنت اور اُن کی اولاد

فرشتے جواب دینگے کہ وہ سب حسب اعمال جنت میں اپنے اپنے مکانوں میں موجود ہیں۔ اہل جنت کہیں گے کہ ہم کو بغیر ان کے کچھ لطف نہیں آتا اُن کو ہم تک پہنچاؤ۔ ملائکہ جواب دینگے کہ یہاں ہر شخص اپنے عمل کے موافق رہ سکتا ہے اُس سے تجاوز کا حکم نہیں۔ پس وہ خدائے قدوس کی بارگاہ میں عرض کرینگے۔ کہ خدایا تجھ پر روشن ہے کہ ہم جب تک دنیا میں تھے۔ تو کسب معاش کرتے۔ اور اُس سے اپنے اہل وعیال کی پرورش ہوتی تھی۔ اور وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوتی تھی اب جب تونے بلا مشقت ایسی ایسی نعمتیں عنایت فرمائیں۔ تو ہم اُن کو کیونکر محروم کرسکتے ہیں اُمیدوار ہیں کہ انکو ہم سے ملا دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوگا کہ اُن کی اولادوں کو اُن تک پہنچا دو۔ اور انکو عیش وآرام کے سامان بھی ساتھ ہی پہنچا دو۔ تاکہ انکو کسی بات کی تنگی نہو[1] پس اہل وعیال کو اُن سے ملا دیا جائیگا۔ اور انکو اصلی اعمال کی جزا کے علاوہ والدین کی طفیل سے بہت کچھ عطا ہوگا۔ اندرون جنت میں بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو درجات عالیہ کیلئے شفاعت کرنیکا حق حاصل ہوگا۔ اور لوگ جتنی زیادہ حضور سے محبت رکھتے ہونگے اُتنے ہی مراتب اپنے استحقاق سے زیادہ حاصل کرینگے۔ جب تمام لوگ دوزخ وجنت میں داخل ہوچکیں۔ تو جنت ودوزخ کے درمیان منادی ہوگی کہ اے اہل جنت۔ جنت کے کناروں پر آجاؤ۔ اور اہل دوزخ۔ دوزخ کے کناروں پر آجاؤ۔ اہل جنت کہیں گے۔ ہم کو تو ابدالآباد کا وعدہ دلاکر جنت میں داخل کیا ہے اب کیوں طلب کرتے ہو۔ اور اہل دوزخ نہایت خوش ہوکر کناروں کی طرف دوڑینگے اور کہینگے شاید ہماری مغفرت کا حکم ہوگیا۔ پس جسوقت سب کناروں پر آجائیں۔ تو انکے مابین موت کو

ذکر ذبح موت

چتکبرے مینڈھے کی شکل میں حاضر کردیا جائیگا۔ اور لوگوں سے کہا جائیگا کہ کیا اسکو پہچانتے ہو سب کہینگے ہاں جانتے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے موت کا پیالہ نہ پیا ہو۔ اسکے بعد اسکو ذبح کردیا جائیگا۔ کہتے ہیں کہ اسکو حضرت یحییٰ ذبح کرینگے۔ پھر وہ منادی آواز دیگا۔ اے اہل جنت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہو کہ اب موت نہیں۔ اور اے اہل دوزخ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہو کہ اب موت نہیں۔ اہل جنت اسقدر خوش ہونگے کہ اگر موت ہوتی تو یہ شادی مرگ ہوجاتے[2]

---

[1] قال اللہ تعالیٰ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ سورہ طور۔ اہل جنت سے اُنکی اولاد کو ملا دینگی [2] صحیح بخاری ومسلم شریف ۱۲

اور اہل دوزخ اسقدر رنجیدہ ہونگے کہ اگر موت ہوتی تو یہ غم کے مارے مرجاتے۔ بعد حکم کے دوزخ کے دروازونکو بند کرکے اُسکے پیچھے بڑے بڑے آتشی شہتیر لطور پشتیبان کے دیدیگا کہ دوزخیو کو نکلنے کا خیال بھی نہ رہے اور اہل جنت کو جنت میں ابد الآباد رہنے کا یقین اطمینان ہوجائے[1]

جنت کی نعمتوں کا ذکر

جنت کی دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں اور مشک و زعفران کے گارے سے بنی ہوئی ہیں۔ اس کی سڑکیں اور پٹڑیاں زمرد یاقوت او بلور سے۔ اس کے باغیچے نہایت پاکیزہ ہیں جن میں بجائے بجری۔ زمرد۔ یاقوت اور موتی وغیرہ پڑے ہیں۔ اسکو درختوں کی چھالیں طلائی و نقرئی ہیں۔ شاخیں بے خار و بے خزاں ان کے میووں میں دنیا کی نعمتوں کی گوناگوں لذتیں ہیں۔ انکے نیچے ایسی نہریں ہیں جن کے کنارے پاکیزہ اور جواہرات سے مرصع ہیں۔ ان نہروں کی چار قسمیں ہیں۔ ایک وہ کہ جن کا پانی نہایت شیریں و خنک ہے[2] دوسری وہ جو ایسے دودھ سے لبریز ہیں[3] جسکا مزا انہیں بگڑتا۔ تیسری ایسی شراب کی ہیں[4] جو نہایت فرحت افزا و خوش رنگ ہے۔ چوتھی نہایت صاف و شفاف شہد کی ہیں[5]۔ علاوہ ان تین قسم کے چشمے ہیں ایک کا نام کافور ہے[6] جسکی خاصیت خنکی ہے۔ دوسرے کا زنجبیل ہے[7] جسکو سلسبیل بھی کہتے ہیں۔ اس کی خاصیت گرم ہے مثل چاء و قہوہ۔ تیسرے کا نام تسنیم ہے[8] جو نہایت صاف کے ساتھ ہوا میں معلق جاری ہے ان تینوں چشموں کا پانی مقربین کے لئے مخصوص ہے لیکن اصحاب یمین کو بھی جو ان سے کمتر ہیں۔ اُن میں سے سر بمہر گلاس مرحمت ہونگے[9]۔ جو پانی پینے کیوقت گلاب اور کیوڑہ کی طرح سے اسمیں سے تھوڑا تھوڑا ملا کر پیا کرینگے اور دیدار الٰہی کیوقت ایک اور چیز عنایت ہوگی جسکا نام شراب طہور ہے[10]۔ جو ان تمام چیزوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ جنت کے درخت باوجود نہایت بلند و بزرگ و سایہ دار ہونیکے اسقدر باشعور ہیں۔ کہ جسوقت کوئی جنتی کسی پھل کو رغبت کی نگاہ سے دیکھیگا۔ تو اُسکی شاخ اسقدر نیچے کو جھک جائیگی کہ بغیر کسی مشقت کے وہ توڑ لیا کریگا۔ جنت کے فرش و فروش و لباس وغیرہ

---

[1] امام احمد و ترمذی و دارمی ۱۲ [2] قوله تعالیٰ فیها انهار من ماء غیر اٰسن ۱۲ [3] قوله تعالیٰ وانهار من لبن لم یتغیر طعمه ۱۲ [4] قوله تعالیٰ وانهار من خمر لذة للشاربین [5] قوله تعالیٰ وانهار من عسل مصفی ۱۲ [6] قوله تعالیٰ ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجها کافورا عینا یشرب بها عباد الله یفجرونها تفجیرا [7] قوله تعالیٰ یسقون فیها کاسا کان مزاجها زنجبیلا عینا فیها تسمی سلسبیلا ۱۲ [8] قوله تعالیٰ ومزاجه من تسنیم عینا یشرب بها المقربون [9] یسقون من رحیق مختوم ختامه مسک [10] قوله تعالیٰ وسقاهم

نہایت عمدہ و پائدار ہیں۔ اور ہر شخص کو وہی لباس عطا کئے جائینگے۔ جو اُس کو مرغوب ہونگے۔ اور مختلف اقسام کے لباس ہونگے۔ سندس۔ استبرق۔ اطلس۔ زربفت وغیرہ اور بعض انہیں سے ایسے نازک و باریک ہونگے کہ ستر تہوں میں بھی بدن نظر آئیگا۔ جنت میں نہ سردی ہے نہ گرمی۔ آفتاب کی شعاعیں نہ تاریکی۔ بلکہ ایسی حالت ہے جیسے طلوع آفتاب سی کچھ پیشتر ہوتی ہی۔ مگر روشنی میں ہزارہا درجے اس سے برتر ہوگی۔ عرش کے نور کی ہوگی نہ کہ چاند سورج کی۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر وہاں کا لباس و زیور زمین پر لایا جائے۔ تو وہ اپنی چمک دمک سے جہان کو اسقدر روشن کردیگا کہ آفتاب کی روشنی اُس کے سامنے ماند ہو جائیگی۔ جنت میں ظاہری کثافت و غلاظت یعنی

جنت میں نہ تو ظاہری کثافت ہوگی نہ باطنی

پیشاب۔ پاخانہ۔ حدث۔ تھوک۔ بلغم۔ ناک کا رینٹ۔ پسینہ۔ میل وغیرہ بالکل نہ ہونگے۔ صرف سر پر بال ہونگے۔ اور داڑھی مونچھ و دیگر قسم کے بال جو جا بجا پیدا ہوتے ہیں۔ بالکل نہ ہونگے اور نہ کوئی بیماری ہوگی۔ اور باطنی کثافتوں یعنی کینہ و بغض۔ حسد۔ تکبر۔ عیب جوئی۔ غیبت وغیرہ سے دل صاف ہونگے۔ سونے کی حاجت نہ ہوگی۔ اور خلوت و راحت کے لئے پردہ والے مکانوں میں میلان کرینگے۔ ملاقات اور ترتیب مجلس کے وقت صحن اور ایوانوں میں میلان کرینگے۔ ان کی غذاؤں کا فضلہ خوشبو دار ڈکاروں اور معطر پسینہ سے دفع ہوا کرےگا جسقدر کھائیں گے فوراً ہضم ہو جایا کریگا۔ بدہضمی اور گرانی شکم کا نام تک نہ ہوگا۔ جماع میں بہت حظ حاصل ہوگا۔ اور انزال ایک نہایت فرحت بخش ہوا کے نکلنے سے ہوا کریگا نہ کہ منی سے۔ جس کے بعد عورتیں پھر باکرہ ہو جایا کرینگی۔ مگر بکارت ازالہ کی تکلیف اور خون وغیرہ کے نکلنے سے نہ ہوگی۔ سیر و تفریح کیواسطے ہوائی سواریاں اور تخت ہونگے۔ جو ایک گھنٹہ میں ایک برس کا رستہ طے کرتے ہونگے۔ جنت میں ایسے قبے برج اور بنگلے ہونگے۔ جو ایک ہی یاقوت یا موتی یا زمرد کے جواہرات سے رنگ برنگ بنے ہونگے جن کی بلندیاں و عرض ساٹھ ساٹھ گز ہونگی۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ کسی مکان کی بلندی و عرض یکساں نہ ہو تو مکان ناموزوں ہوتا ہے۔ اہل جنت کی خدمت آسایش و آرام وغیرہ کے لئے حور و غلمان و ازواج موجود ہونگے۔ جنت آٹھ ہیں جنمیں سات تو سکونت کے لئے

لہ قولہ تعالیٰ عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۱۲ ۔ ۲ ۳ ترمذی ۴ صحیح بخاری و مسلم شریف ۵ ترمذی

۶ صحیح بخاری و صحیح مسلم ۷ صحیح مسلم ۱۲

مخصوص ہیں۔ اور آٹھویں دیدار الٰہی کیلئے جسکو بارگاہ الٰہی بھی کہہ سکتے ہیں جنتوں کے نام حسب ذیل ہیں:

جنتوں کے نام

جنت الماوی[۱]۔ دار المقام[۲]۔ دار السلام[۳]۔ دار الخلد[۴] جنت النعیم[۵]۔
جنت الفردوس[۶] جنت العدن[۷]۔ جنت الفردوس[۸]۔ جنت الفردوس

تمام جنتوں سے برتر و اعلیٰ ہے اور اس میں سب سے بہترین طبقہ جنت العدن ہے۔ جہاں تجلیات الٰہی نمودار ہوتی ہیں۔ اور گوناگوں بے اندازہ نعمتیں عطا فرمائی جاتی ہیں۔ مگر آٹھویں جنت کے نام میں علما کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ علیین ہے لیکن قرآن مجید میں یہ آیا ہے کہ علیین[۱] اہل جنت کا دفتر اور مقرب فرشتوں اور بنی آدم کی حاضری کا مقام ہے نہ کہ طبقہ جنت۔ بعض علما نے اس کو جنت الکثیف کہا ہے۔ اور اس کی تائید اس حدیث[۲] سے ہوتی ہے۔ کہ مسلمان مشک کے ٹیلوں پر جمع ہونگے۔ پس ایک ہوا چلے گی۔ کہ جس سے مشک اڑ کر انکے کپڑوں اور چہروں پر پڑے گا۔ اور ان کی معطری پہلے سے دگنی ہو جائیگی اسی اثنا میں خدائے قدوس کی تجلیات کا ظہور ہوگا۔ جس سے ہر شخص کو بقدر استعداد اور برکات مرحمت ہونگے۔ اور کلام بھی ہوگا۔ اس فقیر کے خیال میں اس کا نام مقعد الصدق معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ[۳] اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے درجے عدد میں اتنے ہیں جتنی کلام مجید کی آیتیں۔ اور تمام درجوں سے برتر و بالا وہ درجہ ہے۔ کہ جس کا نام وسیلہ[۴] ہے اور یہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے۔ اس کا خاصہ یہ ہے کہ اس کا رہنے والا وزیر کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اہل جنت میں سے کسی کو کوئی نعمت بغیر اس کے طفیل کے نہ پہنچے گی۔ اور یہ طبقے اس طرح ایک دوسرے پر حائل نہیں ہیں۔ جیسے باغ کے نیچے کا حصہ اوپر کا حصہ اور ان درجات کی وسعت پر سوائے رب العزت کے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور نیچے کے درجہ والوں کو اوپر کے درجہ والے اس طرح نظر آئینگے گویا آسمان کے کناروں پر ستارے ہیں۔ اسقدر معلوم ہے کہ جنت الماوی سب سے نیچے جنت العدن وسط میں اور جنت الفردوس[۵] سب سے اوپر ہے۔ اہل جنت میں سے ادنیٰ شخص کو دنیا و

[۱] قولہ تعالیٰ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۱۲ [۲] ترمذی و ابن ماجہ [۳] ترجمہ۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ بہشت کے باغوں اور نہروں میں سچی (عزت کی) جگہ بادشاہ (دوجہان) قادر مطلق کے مقرب ہونگے ۱۲ [۵] صحیح بخاری و مسلم شریف ۱۲

آرزوؤں سے دس گنا مرحمت ہوگا۔ اور بعض روایتوں میں ہے کہ ادنے[1] اہل جنت کی ملک حشم وخدم۔ اسباب ولذت وغیرہ وغیرہ اسّی سال کی مسافت کے برابر پھیلاؤ میں ہونگے۔ اور جنت کے بعض بڑے بڑے میوے ایسے ہونگے کہ جسوقت اُسکو جنتی توڑے گا تو اُس میں سے نہایت خوبصورت پاکیزہ عورت مع لباس فاخرہ وزیور کے برآمد ہوگی۔ اور اپنے مالک کی ہمنشیں و خدمتگذار ہوگی۔ اہل جنت کے قدوقامت مانند حضرت آدم‌ؑ کے ساٹھ ساٹھ ہاتھ ہونگے۔ اور

اہل جنت کے قدو قامت

دیگر اعضا بھی انہیں قدو قامت کے مناسب ہونگے۔ بلحاظ صورت نہایت حسین وجمیل ہونگے اور ہر ایک[2] عین شباب کی حالت میں ہوگا۔ ذکر الٰہی اس طرح بے تکلف دل اور زبانوں پر[3] جاری ہوگا۔ جیسے کہ دنیا میں سانس اور جیساکہ دنیا میں سانس اور جیساکہ جنت کی نعمتوں سے بدن کو لذت حاصل ہوگی اسیطرح سے باطنی لذات یعنی انوار وتجلیات الٰہی بھی حاصل ہوتی رہیں گی۔ مثلاً جنت میں ایک درخت ہے جسکا نام سبحان اللہ ہے جیساکہ ذائقہ میں لذت دیتا ہے۔ اسی طرح خدا کی تنزیہ وتسبیح کی لذت سے آگاہ کرتا ہے

دیدار الٰہی

جنت کی سب سے بہتر وافضل نعمت[4] دیدار الٰہی ہے۔ دیدار الٰہی سے مشرف ہونیکی حیثیت سے لوگوں کی چار قسمیں ہونگی۔ ایک تو وہ جو سال بھر میں ایک مرتبہ دوسرے وہ[5] جو ہر جمعہ کو۔ تیسرے وہ جو دن میں دو دفعہ مشرف ہونگے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صبح وعصر کی نماز نہایت خضوع وخشوع سے پڑھنے سے اس دیدار میں بڑی مدد ملتی ہے۔ چوتھی جماعت اخص الخاص بمنزلہ غلمان وخدام[6] ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حاضر رہیں گے۔ طریقہ دیدار[7] یہ ہوگا۔ کہ سات طبقوں کے اوپر آٹھویں طبقہ میں ایک کشادہ وسیع میدان زیر عرش موجود ہے وہاں نور۔ زمرد۔ یاقوت۔ موتی چاندی اور سونے وغیرہ کی کرسیاں حسب مراتب رکھی جائینگی۔ اور جن لوگوں کیلئے کرسیاں نہیں ہیں اُن کو مشک وعنبر کے ٹیلوں پر بٹھلائینگے۔ اور ہر شخص اپنی جگہ نہایت خوش وخرم ہوگا۔ دوسروں کے مراتب کی افزونی کیوجہ سے اُسکو کسی طرح کا خیال نہ ہوگا۔ اور اسی اثنا میں ایک نہایت فرحت افزا ہوا چلکر ان پر ایسی ایسی پاکیزہ خوشبوئیں چھڑک دیگی جو انہوں نے نہ کبھی دنیا میں اور نہ بہشت میں دیکھی ہوں گی۔ اُسوقت خداوند کریم اُن پر اس طور جلوہ افروز ہوگا۔ کہ کوئی شخص

[1] صحیح بخاری ومسلم [2] صحیح مسلم [3] صحیح مسلم [4] صحیح مسلم وترمذی وابن ماجہ [5] مسند امام اعظم احمد وترمذی

[6] یہ مضمون آخر تک ترمذی وابن ماجہ میں آیا ہے ١٢

ایک دوسرے کے درمیان حائل نہ ہوگا۔ اور ہر شخص کو اسقدر قرب حاصل ہوگا کہ وہ اپنے دل کے رازوں کو اس طرح عرض کریگا۔ کہ دوسرے کو خبر نہ ہوگی اور خدائے قدوس کے خطاب سرا وجہر اُسنے گا۔ اسی اثنا میں حکم ہوگا۔ کہ شراب طہورا ور نہایت لذیذ نعمتوں سے انکو سرفراز کرو۔ دیدار الٰہی دیکھنے والوں کو اسقدر استغراق ہوگا کہ لذت دیدار کے سوا تمام چیزوں کو بھول جائینگے۔ جب یہاں سے رخصت ہونگے تو رستہ میں ایک بازار دیکھیں گے کہ جسمیں ایسے ایسے تحفے وتحائف مہیا ہونگے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہونگے نہ کان نے سُنے ہونگے۔ جو شخص جسکا طالب ہوگا مرحمت کی جائیگی۔ جنت میں تین قسم کے راگ ہونگے۔ ایک تو یہ کہ جس وقت ہوا چلے گی۔ تو درخت طوبیٰ کے ہر پتے وشاخ سے خوش الحان آوازیں سنائی دینگی کہ جس سے سامعین محو ہوجایا کریں گے۔ اور جنت میں کوئی گھر ایسا نہ ہوگا کہ جسمیں درخت طوبیٰ کی شاخ نہ ہو۔ دوم یہ کہ جس طرح شادی بیاہ وغیرہ میں ترتیب اجتماع وسماع کرتے ہیں اسیطرح جنت میں حوریں اپنی خوش الحانیوں سے ہر روز اپنے مالکوں کو محظوظ کرینگی۔ تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی کے وقت بعض مقرب خوش الحان بندوں کو جیسے حضرت اسرافیل وحضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ خدا کی پاکی بیان کرو۔ اسوقت ایک ایسا عجیب لطف حاصل ہوگا۔ کہ تمام سامعین پر وجد طاری ہوجائیگا۔

خدام اہل بہشت

خدام اہل بہشت تین قسم کے ہونگے۔ ایک ملائکہ جو خدائے قدوس اور اُن کے مابین بطور قاصد ہونگے دوم غلمان جو حوروں کیطرح ایک جدا مخلوق ہیں وہ ہمیشہ ایک عمر رہینگے۔ اور مثل بکھرے ہوئے موتیوں کے چاروں طرف خدمت کرتے پھرینگے۔ تیسری اولاد مشرکین جو قبل از بلوغ انتقال کرچکی ہوگی۔ بطور خدام رہیں گے۔ بعض لوگ بوجہ اسکے کہ انکی نیکیاں وبدیاں برابر ہونگی نہ تو جنت کے مستحق ہونگے نہ دوزخ کے بلکہ پل صراط سے اُترتے ہی جہنم کے کنارے پر روک دیئے جائینگے۔ نیز وہ لوگ جن تک دعوت پیغمبراں نہ پہنچی ہوگی اور انہوں نے نہ تو نیک اعمال کئے ہونگے نہ کوئی بدی وشرک کیا ہو بلکہ چوپایوں کی طرح سے کھانے پینے اور جماع وغیرہ میں عمر بسر کرتے رہے ہوں۔ اور وہ لوگ بھی جو فساد عقل وجنون کی وجہ سے حق اور باطل میں امتیاز کرنے سے قاصر رہے ہوں۔ اُس مقام میں جس کا نام اعراف ہوتا ختتام

ؔ ترمذی ؔ قولہ تعالیٰ وَیَطُوفُ عَلَیْھِمْ غِلْمَانٌ لَّھُمْ کَاَنَّھُمْ لُؤْلُؤٌ مَّکْنُوْنٌ ؔ وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمٰھُمْ ۱۲

روز حشر کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے رہیں گے۔ اور دخول جنت کی توقع رکھتے ہونگے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد محض فضل الٰہی سے جنت میں داخل ہو جائینگے۔ اور بمنزلہ خدام رہیں گے اور جنوں میں جو کافر ہوں گے وہ دوزخ میں رہیں گے۔ اور جو صالحین ہوں گے وہ دائمی راحت میں رہیں گے۔ کیونکہ جن وانس دونوں مکلف بالشرع ہیں۔ جیسا کہ سورۂ رحمٰن[۱] میں بار بار ذکر آیا ہے۔ اور پرندوں اور چوپایوں کا بھی حشر ہوگا۔ اسی طرح پر کہ مظلوم ظالم سے بدلہ لے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ جب ایک دوسرے سے بدلے چکیں۔ تو ان کو خاک کر دیا جائیگا۔ مگر حسب ذیل چند اشیاء کو فنا نہ ہوگی۔ مثلاً جانوروں میں سے حضرت اسمٰعیل ع کا دُنبہ۔ حضرت صالح کی اونٹنی۔ اصحاب کہف کا کتا۔ نباتات میں سے اسطوانہ حنانہ (یعنی وہ ستون جو ممبر بننے سے پہلے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں اُسکے سہارے سے وعظ فرمایا کرتے تھے) مکانات میں سے خانہ کعبہ۔ کوہ طور۔ صحرائے بیت المقدس اور وہ جگہ جو حضور انور صلعم کے روضۂ مقدسہ اور ما بین منبر واقع ہے۔ ان کو مناسب صورتوں کے ساتھ جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ حاصل کلام اہل دوزخ ہمیشہ دوزخ میں اور اہل جنت ابد الآباد تک جنت میں رہیں گے۔ اور بے شمار نعمتوں سے (کہ لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ) مالا مال رہیں گے۔ خداوند کریم ہم تمام مسلمانوں کا خاتمہ بالایمان کرے۔ اور ہول قبر و حشر سے نجات دے کر جنت میں پہنچائے۔ اور اپنی خوشنودی اور رضامندی میں رکھے۔ بجاہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ الطاہرین

---

[۱] اس سورۃ میں اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو تثنیہ کے صیغے سے مخاطب فرمایا ہے۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ الخ

تمام شد